صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعرات مورخہ 24 نومبر 2011ء بمطابق 24 ذی الحجہ 1432 ہجری شام چھ بجے منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، کرامت اللہ خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيۡطَـٰنِ ٱلرَّجِيمِ۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

وَٱذۡكُرُواْ نِعۡمَةَ ٱللَّهِ عَلَيۡكُمۡ وَمِيثَـٰقَهُ ٱلَّذِى وَاثَقَكُم بِهِۦٓ إِذۡ قُلۡتُمۡ سَمِعۡنَا وَأَطَعۡنَاۖ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمُۢ بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ O يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُونُواْ قَوَّٲمِينَ لِلَّهِ شُہَدَآءَ بِٱلۡقِسۡطِۖ وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَـَٔانُ قَوۡمٍ عَلَىٰٓ أَلَّا تَعۡدِلُواْۚ ٱعۡدِلُواْ هُوَ أَقۡرَبُ لِلتَّقۡوَىٰۖ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۚ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرُۢ بِمَا تَعۡمَلُونَ O وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِۙ لَهُم مَّغۡفِرَةٌ وَأَجۡرٌ عَظِيمٌ

(ترجمہ): اور خدا نے جو تم پر احسان کئے ہیں ان کو یاد کرو اور اس عہد کو بھی جس کا تم سے قول لیا تھا (یعنی) جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے (خدا کا حکم) سن لیا اور قبول کیا۔ اور اللہ سے ڈرو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا دلوں کی باتوں (تک) سسے واقف۔ اے ایمان والوں! خدا کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جایا کرو۔ اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور خدا سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے۔ صَدَقَ ٱللَّهُ ٱلۡعَظِيم۔

جناب سپیکر: جزاکم اللہ۔ 'کوئسچنز آور' : سردار اورنگزیب نلوٹھا صاحب۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: 'کوئسچنز آور' کے بعد جی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر، یہ بڑی اہم بات ہے۔

جناب سپیکر: 'کوئسچنز آور' نہ بعد جی، دا بی بی! دا یو روایت دے او د دے اسمبلئ یو Rule دے چہ وړومبے بہ 'کوئسچنز آور' وی، بیا د ھغے نہ پس-----

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر، یہ لوگوں کی پریشانی کی بات ہے----

جناب سپیکر: د ھغے نہ پس کوئ کنہ جی، ستا سو ھاؤس دے ستا سو پہ خبرہ باندے بہ چلو۔ سردار اورنگزیب نلوتھا صاحب، کوئسچن نمبر؟

سردار اورنگزیب نلوٹھا: کوئسچن نمبر----

جناب سپیکر: دا یو Rule دے جی، ھغہ Rule نہ شو Avoid کولے۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر، یہ بہت ضروری بات تھی، ویسے کورم بھی پورا نہیں ہے۔

Mr. Speaker: Count down, please.

سردار اورنگزیب نلوٹھا: کوئسچن نمبر----

جناب سپیکر: One minute, please، کورم Point out ہوا ہے۔ ان کو اگر بات کا موقع مل جاتا ہے تو کورم کی پرواہ نہیں تھی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: یہ عوام کی پریشانی کی بات تھی جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: وہ پریشانیاں ساری عمر، بدقسمت قوم ہے اور رلتے رہیں گے۔ تین منٹ کیلئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ چہ کورم Point out شی، بیا جی نہ شی کیدے۔

(اس مرحلہ پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

نشانزدہ سوالات اور ان کے جوابات

Mr. Speaker: Quorum is okay now. Ji, Sardar Aurangzeb Nalotha Sahib, please Question number?

سردار اورنگزیب نلوٹھا: سوال نمبر ہے 133۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، 130 بھی آپ کا ہے۔ 130 فرسٹ، آپ کے پاس نہیں ہے؟

سردار اورنگزیب نلوٹھا: ہے جی۔

جناب سپیکر: جی۔

* 130 ـ **سردار اورنگزیب نلوٹھا:** کیا وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈیویلپمنٹ از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ صوبہ میں حیوانات کی دیکھ بھال اور ترقی کیلئے اقدامات کرتا ہے؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کے زیر اہتمام صوبہ کے مختلف علاقوں میں جانوروں کے فارمز موجود ہیں؛

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ صوبے میں ان فارمز کے مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے گوشت اور دودھ کی پیداوار میں اضافہ کیلئے اقدامات کرتا ہے؛

(د) آیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ صوبہ کے مختلف لوگوں کو گوشت اور دودھ کی پیداوار میں اضافہ کیلئے بھینس، گائیں، بکریاں اور دنبے فراہم کرتا ہے؛

(ہ) اگر (الف) تا (د) کے جوابات اثبات میں ہوں تو:

(1) سال 2008 سے لیکر جون 2011 تک کتنے لوگوں کو بھینس، گائیں، بکریاں اور دنبے مفت فراہم کئے گئے ہیں، ضلع وائز، تحصیل وائز، نام، ولدیت اور سکونت کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(2) مذکورہ جانور کن کن لوگوں کی سفارش پر فراہم کئے گئے ہیں، کی تفصیل فراہم کی جائے، نیز ڈیری فارم مارکیٹ میں کس ریٹ پر دودھ فراہم کرتا ہے، کی تفصیل فراہم کی جائے؟

حاجی ہدایت اللہ خان (وزیر برائے تحفظ حیوانات): (الف) جی ہاں، محکمہ صوبہ میں جانوروں کی دیکھ بھال اور ترقی کیلئے اقدامات کرتا ہے۔

(ب) جی ہاں، محکمہ کے زیر اہتمام صوبہ کے مختلف علاقوں میں جانوروں کے فارمز موجود ہیں۔

(ج) جی ہاں، دودھ اور گوشت کی پیداوار میں اضافہ محکمہ کے اولین مقاصد میں شامل ہے اور محکمہ اس کیلئے باقاعدہ ضروری اقدامات کر رہا ہے۔

(د) جی نہیں، محکمہ لوگوں کو گوشت اور دودھ کی پیداوار میں اضافہ کیلئے بھینس، گائیں، بکریاں اور دنبے فراہم نہیں کرتا ہے۔

(ہ) (1) محکمہ نے کسی بھی شخص کو جانور فراہم نہیں کئے ہیں۔

(2) محکمہ نے کسی بھی شخص کو جانور فراہم نہیں کئے ہیں، لہذا اس سلسلہ میں سفارش کنندہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ محکمہ کے زیر اہتمام صوبہ بھر میں دو ڈیری فارمز کام کر رہے ہیں جن میں دودھ کا سرکاری ریٹ درج ذیل مقرر ہے:

I۔ کیٹل بریڈنگ اینڈ ڈیری فارم ہری چند ضلع چارسدہ   41روپے فی لیٹر

II۔ بفیلو بریڈنگ اینڈ ڈیری فارم ڈی آئی خان   40روپے فی لیٹر

جناب سپیکر: جی ، سپلیمنٹری دیکھنے ؟

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جی، اس میں سپلیمنٹری میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں It’s okay، اگر ٹھیک ہے تو کیا؟

سردار اورنگزیب نلوٹھا: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: پھر Next Question، سردار اورنگزیب نلوٹھا صاحب، جو آپ 133 بول رہے تھے وہی نکالیں نا۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: یہ کوئسچن نمبر ہے 133۔

جناب سپیکر: جی۔

* 133 _ سردار اورنگزیب نلوٹھا: کیا وزیر انتظامیہ ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ بینوولنٹ پبلک سکول، کوہاٹ روڈ پشاور میں گزشتہ تین چار مہینوں سے فزکس، کیمسٹری، بیالوجی کے ٹیچرز موجود نہیں ہیں جبکہ تین چار استانیاں Maternity leave پر ہیں جس کی وجہ سے سکول کی حالت کے ساتھ ساتھ طلباء کا قیمتی وقت بھی ضائع ہو رہا ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

(1) مذکورہ سکول میں سٹاف کی تعداد بمعہ ماہوار تنخواہ کی تفصیل فراہم کی جائے؛

(2) محکمہ سکول کی بہتری کیلئے کب تک اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب امیر حیدر خان (وزیر اعلیٰ) (جواب وزیر قانون نے پڑھا): (الف) جی نہیں، فزکس کی آسامی پر جناب صفدر خان، کیمسٹری کی آسامی پر محترمہ مس عابدہ اور بیالوجی کی آسامی پر مسٹر سجاد اللہ کام کر رہے ہیں۔ جو تین استانیاں Maternity leave پر تھیں، وہ چھٹی پوری ہونے کے بعد اب واپس ڈیوٹی پر حاضر ہو چکی ہیں۔ ان کی غیر موجودگی میں ان کا کام / مضامین دوسرے اساتذہ کرام کے حوالے کئے گئے تھے تاکہ سکول کے امور اور طلباء کا قیمتی وقت ضائع نہ ہو۔ مزید براں بینوولنٹ پبلک سکول، کوہاٹ روڈ میں موجود آسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

1	پرنسپل	ایک آسامی (مستقل)
2	اساتذہ	سولہ آسامیاں (مستقل)
3	پی ٹی آئی	دو آسامیاں (مستقل)

4	لائبریرین	ایک آسامی (مستقل)
5	اکاؤنٹنٹ	ایک آسامی (مستقل)
6	جونئیر کلرک	ایک آسامی (مستقل)
7	کلاس فور	سولہ آسامیاں (مستقل)

کل آسامیوں کی تعداد 38 اور کل تنخواہ -/5,21,473 روپے۔

(ب) (1) مذکورہ تفصیل جز (الف) میں دی گئی ہے۔

(2) محکمہ سکول کی بہتری کیلئے ہر وقت کوشاں ہے جبکہ سکول کی موجودہ حالت قابل اطمینان ہے جس کا اندازہ سکول کے حالیہ میٹرک کے نتائج سے لگایا جا سکتا ہے جس میں کل 53 طلباء نے 100% کامیابی حاصل کی ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

چار طلباء A 1 گریڈ، انیس طلباء A گریڈ، چوبیس طلباء B گریڈ اور پانچ طلباء C گریڈ۔

Mr. Speaker: Any supplementary?

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جی، سپلیمنٹری اس میں سر میں نے یہ پوچھا ہے کہ بینوولنٹ فنڈ سکول قائم ہوا ہے کوہاٹ روڈ پر۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: یہ ہر مہینے سرکاری ملازمین سے جو بینوولنٹ فنڈ کاٹا جاتا ہے، اس حوالے سے یہ سکول قائم کیا گیا تھا تو میں نے پوچھا ہے اس میں، انہوں نے کہا ہے کہ فزکس کیلئے ایک ٹیچر کا نام لکھا گیا ہے، کیمسٹری کیلئے بھی ہے اور بیالوجی کیلئے، تو اس میں ڈیڑھ سو تعداد ہے جی بچوں کی، میں ابھی منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ تینوں ٹیچرز ڈیڑھ سو تعداد بچوں کو پڑھا سکتے ہیں؟ اور دوسری بات یہ ہے جی کہ تین استانیاں Maternity leave پر تھیں اور میں نے پوچھا کہ ان کی Leave کے حوالے سے بچوں کی تعلیم جو متاثر ہوئی ہے تو اس کیلئے آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا، جواب میں لکھا ہے کہ وہ ابھی چھٹی سے واپس آ گئی ہیں جبکہ یہ بالکل جھوٹ ہے، اس وقت تک میری معلومات کے مطابق وہ تینوں ٹیچرز واپس نہیں آئی ہیں، تو جناب سپیکر صاحب، میں عرض کرنا چاہتا ہوں آپ کے حوالے سے کہ یہ سرکاری غریب ملازمین کے بینوولنٹ فنڈ سے یہ سکول قائم ہوا تو اس میں اگر اس طرح کی بے قاعدگیاں ہوں اور بچوں کی تعلیم ضائع ہو، ان کا مستقبل تباہ ہو۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ان سے سنتے ہیں نا۔ نگہت بی بی۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جی میرے سوال کو، میں یہ چاہونگا کہ کمیٹی کے حوالے کیا جائے تاکہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے، بچوں کے مستقبل کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: جواب تو سن لیں نا، پھر اس کے بعد اگر آپ مطمئن نہ ہوں تو پھر یہ کہو۔ جی، نگہت بی بی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! جیسا کہ میرے بھائی نے کہا ہے، یہاں پر یہ بہت زیادہ اہم کوئسچن ہے اور اس کا اگر آپ دیکھیں تو انہوں نے جواب کوئی بھی مطمئن طور پر نہیں دیا ہے، ان کو مطمئن نہیں کر سکے ہیں کیونکہ انہوں نے اس کا جواب ہی نہیں دیا کہ وہ جو استانیاں Leave پر تھیں، وہ آئی ہیں اور آیا بچوں کی اس میں پہلے کتنی تعداد تھی کیونکہ اس میں کافی تعداد بچوں کی تھی لیکن وہ لوگ اب سکول چھوڑ کر جا رہے ہیں کیونکہ اس میں جو ٹیچرز کی تعداد ہے، وہ روز بروز کم ہوتی چلی جا رہی ہے اور سٹاف کی تنخواہ اور تفصیلات بھی انہوں نے فراہم نہیں کی ہیں۔ جناب سپیکر صاحب، تو اس سوال سے تو نہ جو میرے بھائی ہیں، وہ مطمئن ہیں اور نہ ہی اس سوال سے، کیونکہ یہ بالکل ہمارے گھر کے پاس ہی ہے تو میرا خیال ہے کہ اگر اس کا صحیح جواب دے دیا جائے تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: آنریبل لاء منسٹر صاحب، پلیز۔

بیرسٹر ارشد عبداللہ (وزیر قانون): مہربانی جی۔ ایسا ہے جی کہ میرے خیال میں تو جواب تو کافی تفصیل سے ہم نے دیا ہوا ہے اور اس میں دو تین استانیاں تھیں جو کہ Maternity leave کے اوپر تھیں اور ان کا Basic right ہے، جو انسانی حقوق میں آتا ہے کہ وہ Maternity leave پر، اگر ایسی مشکلات میں ہیں تو وہ جا سکتی ہیں۔ ابھی وہ اس سے واپس آ گئی ہیں، وہ آپ کو اگر یقین نہیں آتا تو پھر میں سیکرٹری صاحب کی اور آپ کی ایک کمیٹی بنا کر آپ کو میں بھیجوا دیتا ہوں، ادھر آپ اپنی تسلی کر لیں۔ اور یہ کہنا کہ سارا جھوٹ ہے تو میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔ اگر انکی تسلی نہیں ہوتی تو میں سیکرٹری ایڈمنسٹریشن اور انکی ایک کمیٹی بنا کر ہم کل بھیجوا دیتے ہیں تاکہ انکی تسلی ہو جائے اور باقی وہاں کی تعداد جو ہے طلباء کی، وہ 53 طلباء ہیں اور اس مرتبہ میٹرک کے جو نتائج آئے ہیں، ماشاء اللہ بڑے اچھے آئے ہیں، اس میں A1 میں چار۔۔۔۔

جناب سپیکر: طلباء کی تعداد کتنی ہے؟

Minister for Law: Fifty three.
Mr. Speaker: Only fifty three?

وزیر قانون: جی Fifty three ہے بالکل اور۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اچھا جی، یہ میٹرک میں ہیں اور سکول میں اور بھی بہت ہونگے؟

وزیر قانون: نیچے شاید اور بھی ہیں، تو یہ جو Fifty three طلباء ہیں، انکے جو مارکس آئے ہیں، کافی بہتر مارکس آئے ہیں اور A1، A اور B، کافی اچھے گریڈز بھی لیے ہیں اور As such کوئی بات نہیں ہے، وہ Maternity leave پر ان کا حق بنتا ہے، اگر خواتین کا یہ مسئلہ ہے تو وہ تو جا سکتی ہیں، قانونی حق ہے ان کا اور جس طرح میں نے پھر Suggestion دی ہے کہ اگر جانا پسند کریں تو میں کل بھیجوا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ آپ اس طرح کریں، منسٹر صاحب بتا رہے ہیں کہ آپ دونوں بھی انکے ساتھ ہو جائیں اور سیکرٹری ایڈمنسٹریشن بھی، ایک جوائنٹ وزٹ کریں، اس کے بعد بھی اگر Improvement نہیں ہوئی تو پھر آپ اس کو Take up کریں۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: سر، میں نے اپنے طور پر دورہ کیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، مجھے خود بھی پتہ چلا ہے کہ سکول کی حالت اچھی نہیں ہے، تو آپ مہربانی کر کے ایک چکر لگائیں، ایک وزٹ کر لیں اور اپنی تجاویز دے دیں، انشاء اللہ اس پر منسٹر صاحب نے تو کہہ دیا کہ ہم عمل کرینگے۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر، میں آپ کا اور معزز ایوان کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا اور نہ منسٹر صاحب کا، میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ غریب لوگوں کی تنخواہ سے جو ماہانہ کاٹا جاتا ہے، اس سے یہ سکول بنا ہے جبکہ ہماری صوبائی حکومت تعلیم پر اتنی توجہ دے رہی ہے، اربوں روپے خرچ کر رہی ہے تو یہ ان کا حق ہے اور انکے بچوں کا مستقبل اگر تباہ ہو رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ بجائے اس کا دفاع کرنے کی، ہمیں اس کیلئے اقدامات کرنے چاہئیں کہ ہم کس طریقے سے اس کے اندر بہتری لا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: انشاء اللہ جی۔ مفتی صاحب۔

جناب شاہ حسین خان: جناب سپیکر، وہ راستے میں ہیں، مہربانی کر کے ان کے سوالات بعد میں لے لیں۔

جناب سپیکر: مفتی کفایت اللہ صاحب کی طرف سے ایک ریکویسٹ آئی ہے کہ میں راستے پر ہوں اور انکے پانچ چھ سوال ہیں۔ شاہ حسین صاحب! وہ تو۔۔۔۔۔

جناب شاہ حسین خان: بس جی اوس به راا ورسیږی۔

جناب سپیکر: یہ کوئسچنز تو، آج سارا ان کا Show ہے، ابھی تو ختم ہو جائیگا۔

جناب شاہ حسین خان: هغه به په شپږ اته منټه کښے راا ورسیږی۔

جناب سپیکر: رشاد خان، پلیز سوال نمبر؟

سردار اورنگزیب نلوٹھا: سر، میرا ایک سوال رہ گیا ہے۔

جناب سپیکر: هغه بس اووئیل چه بس ختم شو۔ دا خو تول مفتی صاحب دے۔ سردار اورنگزیب خان، کوئسچن نمبر؟

سردار اورنگزیب نلوٹھا: کوئسچن نمبر 134۔

جناب سپیکر: جی۔

* 134 _ سردار اونگزیب نلوٹھا: کیا وزیر انتظامیہ از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ بینوولنٹ پبلک سکول، کوہاٹ روڈ پشاور میں پرنسپل و وائس پرنسپل کی آسامیاں تقریباً دو سال سے خالی پڑی ہیں جس کی وجہ سے سکول کا نظم وضبط تباہ ہو رہا ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو حکومت کب تک مذکورہ آسامی پر تعیناتی کرنے ارادہ رکھتی ہے؟

جناب امیر حیدر خان (وزیر اعلیٰ) (جواب وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم نے پڑھا): (الف) جی نہیں، پرنسپل جو کہ ایک سال کیلئے محکمہ تعلیم سے بینوولنٹ پبلک سکول میں ڈیپوٹیشن پر تعینات تھے، مورخہ 18-04-2011 کو ڈیپوٹیشن پیریڈ ختم ہونے پر محکمہ تعلیم کو واپس جاچکے ہیں مگر انکے جانے کے بعد سکول کے اساتذہ میں سینیئر اور موزوں ٹیچر کو پرنسپل کے اختیارات تفویض کئے گئے جو کہ کامیابی اور ذمہ داری سے سکول کے معاملات چلا رہے ہیں، جس سے بچوں کی پڑھائی / کارکردگی متاثر نہیں ہو رہی، جبکہ وائس پرنسپل کی آسامی سکول کی کمزور مالی حالت کی وجہ سے پر نہیں کی گئی ہے۔ مزید براں بینوولنٹ فنڈ سیل مذکورہ پوسٹ کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: اسی سکول سے تعلق رکھتا ہے میرا یہ سوال کہ پرنسپل بھی وہاں پر، پہلے پرنسپل صاحب کوئی Adhoc basis پر وہاں پر لگائے گئے تھے تو ابھی وہ پرنسپل بھی نہیں ہیں اور یہ وائس پرنسپل صاحب بھی نہیں ہیں، ایک ٹیچر کو اٹھا کر اٹھارہویں گریڈ پر وہاں پر لگا دیا گیا ہے اور دوسری بات جناب سپیکر صاحب، انتہائی افسوس کی بات یہ ہے کہ وہاں پر عموماً، یہ منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ایجوکیشن کے، تو کسی ٹیچر کو سی ٹی کے کورس کے بعد یا پی ایڈ کے کورس کے بعد ٹیچر لگایا جاتا ہے، تو وہاں پر ایم بی اے کے دو ٹیچرز لگائے گئے تو اس سے یہ سکول بالکل تباہ ہو رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر اگر ہم توجہ نہیں دینگے اور اس کو اگر کمیٹی کو آپ حوالے کر دیں تو ذرا اس سکول کی حالت کم از کم بہتر ہو سکتی ہے۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب، منسٹر صاحب ہمیں یہ یقین دہانی دے دیں کہ یہ کب تک یہاں پر، ہمیں یقین دہانی چاہیئے کہ یہ وائس پرنسپل اور پرنسپل کی آسامیاں جو خالی ہوئی ہیں، یہ کب تک انکو پر کردینگے؟

جناب سپیکر: یہ سردار بابک صاحب ایجوکیشن کے منسٹر ہیں، ان سے پوچھتے ہیں، میرے خیال میں مناسب وہی ہے۔ جی سردار حسین بابک صاحب، ایجوکیشن کا سوال ہے تو شاید آپ تھوڑا اسکی، یہ بھی ہمارے بچے ہیں، کیا ہو سکتا ہے جی؟

جناب سردار حسین (وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم): سپیکر صاحب، بخښنه غواړمه، چونکه ایډمنسټریشن سره دا بینوولنټ فنډ سکول چه کوم دے، دا هغوی سره سکول وو خو بهرحال انشاءللّٰه د نلوټها صاحب خبره ما واوریده، مونږ خو کوشش کوؤ چه پوره پوره سټاف هم ورکړو، پوره پوره هر سکول ته، مونږ وئیلی هم دی، سیکرټری ته هم مونږ وئیلی دی، ډائریکټر ته هم مونږ وئیلی دی، ای ډی اوز هم زمونږ سرپرائز وزټس کوی، انشاءاللّٰه څنګه چه نلوټها صاحب خبره اوکړه، مونږ به کوشش کوؤ هغه Grievances چه دی، هغه به Reduce کړو۔

جناب سپیکر: دالړ Priority کښے واخلئ، د دے ټولو غریبو کلریکل سټاف او د دے خلقو بچی پکښے دی نو لړ Priority باندے واخلئ جی۔ تهینک یو، جی۔

Minister for Elementary & Secondary Education: Okay ji.

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر، یہ بہت اہم ہے اور اگر کمیٹی کو-----

جناب سپیکر: بس میں نے رولنگ دے دی نا، اس کے بعد تو تسلی کرلیں نا۔ رشاد خان، پلیز سوال نمبر؟

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر، اگر یہ کمیٹی-----

جناب سپیکر: میں نے رولنگ دے دی تو آپ کیلئے دے دی، تو آپ کی تسلی نہیں ہوتی تو میں کیا کروں سردار صاحب؟

سردار اورنگزیب نلوٹھا: میں خود وزٹ کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر: تو پھر میں خود آپ کے ساتھ چلا جاونگا، ابھی فی لحال آپ بیٹھ جائیں۔ رشاد صاحب، رشاد خان، Not present۔ محمد علی خان، سوال نمبر؟

جناب محمد علی خان: سوال نمبر 41۔ زما په 41 نمبر باندے یو سپلیمنټری ده جی۔

جناب سپیکر: 41 جی، دا خو بس Lapsed دے، اوس خو لاړو، دومره-----

جناب محمد علی خان: زه خو جی اود ریدمه خو تا سو دے خوا ته کتل نه۔

جناب سپیکر: جی۔

* 41 _ جناب محمد رشاد خان (سوال جناب محمد علی خان نے پیش کیا): کیا وزیر زکواۃ و عشر از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ زکواۃ و عشر غریب بیواؤں اور بوڑھوں کی مدد کر رہا ہے;

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ سوات، ٹانک، مردان، چترال اور شانگلہ میں فنڈز تقسیم کیا گیا ہے;

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو گزشتہ تین سالوں کے دوران مذکورہ اضلاع میں فنڈز سے جہیز فنڈ، تعلیم و علاج، معذور و غریب نادار اور گزارہ الاؤنس کی مد میں کتنا فنڈ تقسیم کیا ہے، تقسیم شدہ فنڈز کی ایئر وئز، ڈسٹرکٹ وائز تفصیل فراہم کی جائے، نیز مذکورہ اضلاع کو کل فراہم کردہ فنڈ کی تفصیل بھی فراہم کی جائے؟

جناب زر شید خان (وزیر برائے عشر و زکواۃ): (الف) جی ہاں، یہ اس حد تک درست ہے کہ محکمہ مستحقین زکواۃ، غریب بیواؤں اور بوڑھوں کی مدد کرتا ہے۔

(ب) مذکورہ اضلاع کو گزشتہ تین سالوں میں جاری کردہ اور ان میں تقسیم کردہ زکواۃ فنڈز کی تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی۔

(ج) تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی۔

جناب سپیکر: جی سپلیمنٹری۔

جناب محمد علی خان: زه دا تپوس کومه جی، منسټر صاحب خو هم نشته زکواة والا خو زمونږ چارسده کښے او بیا زمونږ شبقدر کښے دا کوم زکواة کمیټئ دی، هغوی له کیش پیسے ورکړے دی او هغوی ئے خپلو ورکرانو له ورکوی، پندره پندره هزار روپئ هر یو ورکر ته ملاویږی او هغوی خو بیا خپل مینځ کښے پکښے وانے روانے کړی، د پندره په ځائے تین هزار ورکوی خو بهرحال دا کوم انصاف دے چه زکواة پیسے به اوس پارټئ ورکرانو باندے تقسیمیږی، کیش تقسیمیږی کیش، دا منسټر صاحب خو شته دے نه او دے نورو نه تپوس کومه چه دا حق د هغوی دے که دا د غریبو کنډو یتیمانو دے؟

جناب سپیکر: آپ دے رہے ہیں؟

Ji, Hidayatullah Khan Sahib, on behalf of Zakat Minister.

حاجی ہدایت اللہ خان(وزیر تحفظ حیوانات): زه خو دا وایمه چه د دوئ سوال راشی نو که په سوال کښې بیا، دا خو زکواة ته دغه سوال راغلے نه دے او دوئ د هغے نه مخکښې پاڅی او خبره کوی چه زکواة منسټر، د سوال جواب خو ما سره شته دے هم نه، که دوئ وائی نو د سوال جواب به مونږ ورکړو۔ سوال خو جی دا دوئ نه دے کړے۔

جناب سپیکر: نہ محمد علی صاحب یہ جو سوال ہے، وہ سوات، ٹانک، مردان، چترال اور شانگلہ سے متعلق ہے۔

وزیر برائے تحفظ حیوانات: د هغے خو جی دا دے ورکړی ئے دی کنه۔

جناب سپیکر: ان کے پاس اگر ڈیٹا ہوگا تو ان کے متعلق وہ بات کر سکیں گے، آپ کا چارسدہ اور یہ اس میں نہیں آسکتے۔

وزیر برائے تحفظ حیوانات: دیکښې جی دا ده چه دغه کښې جواب۔۔۔۔

میاں افتخار حسین(وزیر اطلاعات): دے د اوس ټهیک هم دا خبره کوی، بله خبره به نه کوی۔

جناب سپیکر: نه جی نه، نه دا سوال هم د Orbit نه بهر دے۔

وزیر برائے تحفظ حیوانات: دا سوال جی چه کوم سوال دے د هغے تفصیلی جواب ورکړے شوے دے او هغه دا دے زمونږ سره په ډاک کښې موجود دے۔ که فرض کړه دوئ په هغے کښې څه ضمنی سوال کوی نو بیا د په هغے کښې اوکړی نو د هغے به بیا اوکړو۔

Mr. Speaker: Ji, next Rashad Khan again.

جناب محمد علی خان: دا څه د کمئ خبره ده۔

جناب سپیکر: نه د کمئ خبره ده، جنرل ډیبیټ په دے نه کیږی، کوم Concerned سوال وی، هغے سره به Relatedسپلیمنټری سوال کوئ، دا خو د یو جنرل ډیبیټ د پاره ایډمټ شوے، رشاد خان، سوال نمبر۔۔۔۔

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر42۔

* 42 _ جناب محمد رشاد خان (سوال جناب ثاقب اللہ خان نے پیش کیا): کیا وزیر زراعت ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ شہد کی مکھیوں کی پرورش و علاج نجی شعبہ کی معاونت سے کرتا ہے؛
(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں تو:
(i) گزشتہ تین سالوں کے دوران کتنا شہد برآمد کیا گیا ہے، اگر جواب نفی میں ہو تو وجوہات بتائی جائیں، نیز شہد کی پیداوار بڑھانے کیلئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؛
(ii) گزشتہ تین سالوں کے دوران مکھیوں کی پیکٹس کی خریداری کی تفصیل سال و ضلع وائز فراہم کی جائے؟

ارباب ایوب جان (وزیر زراعت): (الف) جی ہاں۔

(ب) (i) محکمہ زراعت میں مگس بانی شعبہ حشرات زرعی تحقیقاتی ادارہ ترناب کی زیر نگرانی کام کر رہا ہے اور یہ شعبہ کسی نجی شعبے سے یا کوئی اور ذرائع سے کوئی مدد حاصل نہیں کر رہا کیونکہ اس شعبے میں نہایت تجربہ کار لوگ موجود ہیں۔ اس شعبے نے نہ صرف خیبر پختونخوا، پاکستان بلکہ افغانستان کے لوگوں کو بھی تربیت دی ہے۔ ہر سال یہاں سے 40 سے 100 تک لوگوں کو مگس بانی کی تربیت دی جاتی ہے جس میں نجی شعبے کے لوگ بھی شامل ہوتے ہیں اور ابھی تک ہزاروں لوگوں کو تربیت دی جا چکی ہے۔ آج کل نجی شعبہ مگس بانی کے کاروبار سے منسلک ہے، اسی شعبے کی مرہون منت ہے۔ ان میں سے اکثریت ان لوگوں کی ہے جنھوں نے اس شعبے سے تربیت حاصل کی اور آج کل اپنا نفع بخش کاروبار چلا رہے ہیں۔ یہ شعبہ تربیت دینے کے علاوہ ان لوگوں کو تکنیکی معاونت بھی دیتا ہے جو کہ اپنا کاروبار شروع کرنا چاہتے ہوں۔ شہد کی مکھیوں کے شعبے کے معرض وجود میں آنے کے درجہ ذیل مقاصد ہیں:

1۔ لوگوں کو جدید مگس بانی کے اصولوں سے روشناس کرنا۔
2۔ مگس بانوں کو تکنیکی مدد فراہم کرنا۔
3۔ جدید مگس بانی کیلئے تحقیق کرنا۔

(ii) ادارہ ہذا یہ تمام مقاصد احسن طریقے سے انجام دے رہا ہے اور اسی ادارے سے تربیت یافتہ لوگ شہد کے کاروبار سے منسلک ہیں۔ اس ادارے کا ایکسپورٹ امپورٹ، شہد کی مکھیوں کی خرید و فروخت وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ یہ ادارے کے مقاصد میں شامل نہیں ہے۔

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: جی سپلیمنٹری کوئسچن مے دے سر پہ دیکبنے۔

جناب سپیکر: سپلیمنٹری جی۔

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: ډیرہ مہربانی جناب سپیکر صاحب۔ د شہد کاروبار چہ دے جی ډیرہ منافع بخش کاروبار دے او د دے Potential ہم ډیر دے خو تاسو

سر د دے جواب اوګورئ جی نو دے نه ماته داسے ښکاری چه محکمے ته هیڅ اندازه نشته دے چه څومره برآمد دے ، څه دغه کیږی، څومره کار کیږی، بالکل هغوی وائی چه مدد ئے پکار نه دے خو پکار دا ده چه دا د محکمے یو ضروری Roleدے چه هغه په دیکښے مونږ ته اووائی چه دوئ څه کوی لګیا دے سر؟ دا خو دیکښے جنرل Answer ئے ورکړے دے جی خو Specifically دوئ هم که وی چه Maintain هم کړی کنه سر، هغے د پاره څه کیږی لګیا دے ؟

Mr. Speaker: Ji, honourable Minister for Agriculture, please.

ارباب ایوب جان(وزیر زراعت): جناب سپیکر صاحب، زه ستاسو ډیر مشکور یمه۔ ځنګه چه ثاقب خان اووئیل جی چه شهد -----

جناب سپیکر: دے ژمی کښے ډیر ښه وی کنه جی۔

وزیرزراعت: ایکسپورټ کیږی لګیا دے او دا بالکل ٹهیک خبره کوی جی۔ جناب سپیکر صاحب، زه ستاسو په خدمت کښے دا ګزارش اوکړمه چه زما په خیال نن سبا چه کوم زمونږ دے صوبے نه شهد ایکسپورټ کیږی، که هغه وړومبنی کوم ایکسپورټ نمبر ون کښے نه راځی نو نمبر دو او نمبر تین کښے راځی، ځکه ماته دا معلومات دی او Correct معلومات زه هله به درکومه چه تاسو ته، که دوئ یا نوے کوئسچن او کړی یا زه به خپله اووایمه خوزما دا اندازه ده چه ایک لاکھ ټن نه زیات شهد چه دی، هغه بهر ملکونو ته ځی خاصکر ګلف سټیټس ته ځی او سعودی عرب ته ځی۔ دویمه خبره د ثاقب خان ډیره اهم خبره ما نه تپوس کوی چه د محکمے څه Role دے دیکښے ؟ د محکمے دا Roleدے جناب سپیکر صاحب چه دا خلق Train کوی، تقریباً دے ځل مونږ ډیر زیات خلق او اعداد وشمار دے آئین کښے د ننه لیکلی شوی دی چه مونږ خلق Train کوؤ چه مونږ به ځنګه د دے شهد پرورش کوؤ، ځنګه به بکسے جوړول غواړی، ځنګه به چھتے جوړول غواړی، هغه ټریننګ زمونږ ایګریکلچر ریسرچ انسټی ټیوشن ترناب فارم کښے کیږی او جناب سپیکر صاحب، دا هم ډیره ښه خبره ده چه زمونږ د پختونخوا صوبے نه بلکه بلوچستان نه هم خلق راځی ټریننګ د پاره او ورسره ورسره د افغانستان نه هم راځی، هم د دے ټریننګ وجه ده چه نن شهد چه دے ، هغه هم د ترناب فارم مخے ته ډیر لوئے مارکیټ دے د شهدو او دوه درے نور ځایونو کښے هم دا شهد ایکسپورټ کیږی خو دا مین مرکز دے ، نو دا شهد چه دی، د

دے ٹریننګ او Know how چه دوئ چه کوم اخلی د ایګریکلچر ریسرچ ڈیپارٹمنٹ نه نو جناب سپیکر صاحب، هغه دا وجه ده چه نن زمونږ ملک په دویم دریم نمبر باندے زمونږ دا صوبه چه ده او زه Proud یمه، I am proud چه کوالټی چه کومه ده، هغه هم ډیره ښه ده او دے ملکونو کښے دا زمونږ شهد ډیر پاپولر دی زمونږ د صوبے۔ مهربانی جی۔

Mr. Speaker: Thank you, ji. Ji Saqibullah Khan, next question.

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: سر، زما ریکویسٹ دے جی، منسٹر صاحب همیشه چه کوم خبره کوی جی، رشتیا خبره ده هغه مونږ ته ګرانه شی چه په هغے باندے سپلیمنٹری کوئسچن اوکړو۔ د شهدو مارکیٹ جی زمونږ د کور بالکل مخامخ دے جی، زمونږه او د ارباب صاحب په ګاونډ کښے دے جی د هغه کسان، دا جی څوکنو کښے دے جی په جی ټی روډ باندے، نو سر هغه مونږ ته پته ده کسان هم راځی، لږ پرابلم شته دے، زما ریکویسٹ منسٹر صاحب ته دا دے چه دا کسان لږ رااوغواړی سر، هغوی سره کښینی چه د دوئ دا ٹریننګ کیږی، څوک ئے کوی او څنګه کوی، هغوی ته څه پرابلمز دی، هغه څنګه کیږی، خاصکر نن سبا چه کله دوئ شهد ډبې خو به سر دا خو ډیر لوئے مزل غواړی او هغه چه کوی سیکورټی د وجے نه، نور پرابلمز د وجے نه هغوی ته ډیر لوئے پرابلمز دی، د دے وجه دا ده چه زمونږ په مارکیٹ کښے اوس پرائسز زیاتیږی لګیا دے، عام سړے شهد اوس نه شی اغستے نو زما دا خیال دے سر که منسٹر صاحب لږ هم دوئ ته ټائم ورکړی او زه یقین لرمه چه منسٹر صاحب دا مسئله به حل شی، دا خالی نه ده چه شهد بهر ته څومره ځی، دا هم ده چه زمونږ خلقو د پاره، د غریب خلقو د پاره، زمونږ عام خلقو د پاره شهد Available هم وی او Affordableهم وی نو هغے د پاره پکار ده چه تاسو۔۔۔۔

جناب سپیکر: میرے معزز منسٹر صاحب! ایک میٹنگ کرانے میں کیا حرج ہے؟ خیر ہے کر لیں جی اور جتنے بزرگ میرے معزز اراکین ہیں، یہ سردیوں کا موسم ہے، ایک ایک بوتل شہد بھی ان کو ذرا بھیجا کریں۔

وزیر زراعت: ګوره به ورته واچومه جی۔

Mr. Speaker: Ji, Rashad Khan, Rashad Khan again, not present. Again Rashad Khan, not present. Mufti Said Janan, Question number?

مفتی سید جانان: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ سوال نمبر جی 75۔

جناب سپیکر: جی۔

* 75 _ مفتی سید جانان: کیا وزیر اعلیٰ صاحب از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 10-2009 اور 11-2010 میں پروانشل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی نے آئی ڈی پیز کیلئے ضلعی حکومت ہنگو کو فنڈ دیا ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کتنا فنڈ دیا گیا ہے، کہاں کہاں اور کس پر خرچ کیا گیا ہے، نیز خرچ شدہ فنڈ کی تفصیل بمعہ قبض الوصول فراہم کی جائے؟

جناب امیر حیدر خان (وزیر اعلیٰ): (الف) جی ہاں۔

(ب) آئی ڈی پیز کیلئے کل رقم 1, 538, 560/- روپے جاری کئے گئے اور ان پر خرچہ 1, 319, 100/- روپے آیا۔ (مزید تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی)

جناب سپیکر: جی، سپلیمنٹری سوال پکښے شته جی؟

مفتی سید جانان: سپلیمنټری خو جی شته، که دا تاسو جی پا نړه واړوئ، دا دوئ ماته چه کوم تفصیل را کړے دے کنه، دا تفصیل جی، اوس ماته دا تفصیل جی ملاؤ شو او که مهربانی مو اوکړله چه د دے تفصیل کتلو مو ماته یوه ورځ نیمه را کړله جی، دغے کښے پیسے لګیدلی دی، ثبوت ئے نشته جی او دا به جی زه دغے نه د رته بنایم چه دا دا ئے لیکلی دی۔

جناب سپیکر: نه نه، تاسو بنه ئے پړهاؤ کړئ، دغه ئے کړئ، بیا چه تاسو کله وایئ بیا به ئے واخلو۔

مفتی سید جانان: ډیره مهربانی جی۔

جناب سپیکر: بل سوال ستاسو دے جی، مفتی صاحب۔ مفتی سید جانان صاحب، بل سوال نمبر؟ هغه ئے لا نه دے پړهاؤ کړے جی۔ بل سوال څه نمبر دے جی؟

* 87 _ مفتی سید جانان: کیا جناب وزیر اعلیٰ از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) پی ڈی ایم اے صوبے کے مختلف اضلاع میں تعمیر و ترقی اور بحالی کا کام کرتی ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

(i) مذکورہ ادارے نے جن جن اضلاع میں جو کام کئے ہیں، انکی تفصیل فراہم کی جائے؛

(ii) مذکورہ ادارہ کس بنیاد پر کام کرتا ہے، نیز مذکورہ ادارے نے ضلع ہنگو میں جو کام کیا ہے، اسکی لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب امیر حیدر خان (وزیر اعلیٰ) (جواب وزیر قانون نے پڑھا): (الف) جی ہاں۔

(ب) (i) PDMA/PaRRSA نے جن اضلاع میں جو کام کئے ہیں ان کی تفصیل لائبریری میں پیش کی گئی۔ PDMA/PaRRSA کے زیر انتظام جنگ زدہ علاقوں میں ملاکنڈ ڈویژن کے اضلاع سوات، بونیر، شانگلہ، دیر اپر اور دیر لوئر میں بحالی اور تعمیر نو کا کام کر رہا ہے۔

(ii) پی ڈی ایم اے / پارسا نے ملاکنڈ ڈویژن کے متاثرہ اضلاع اور مہمند اور باجوڑ ایجنسیوں میں عالمی بینک اور ایشائی ترقیاتی بینک کے تعاون سے ایک رپورٹ (DNA2009) تیار کی گئی جس کی بنیاد پر صوبائی اور ضلعی ادارے کام سرانجام دے رہے ہیں، نیز معتمد صوبہ خیبر پختو نخواہ کی زیر نگرانی اعلیٰ سطح کی کمیٹی PSC تشکیل دی گئی ہے جو PDMA/PaRRSA کے تمام امور کی نگرانی کرتی ہے۔ اسکے علاوہ منتخب نمائندوں پر مشتمل Provincial Advisory Board تشکیل دیا گیا ہے جو کہ وزیر اعلیٰ خیبر پختو نخوا کی زیر نگرانی کام کرتا ہے۔ ضلع ہنگو محکمہ ہذا کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا، لہذا اس ضلع کو کوئی فنڈ فراہم نہیں کیا گیا۔ (تفصیل ایوان میں پیش کی گئی)۔

جناب سپیکر: سپلیمنٹری سوال شته؟

مفتی سید جانان: او جی۔ دا جی، دا مخکښے خبره وه، مخکښے یو اجلاس کښے جی دا سوال راغلے وو-----

جناب سپیکر: بنه اوس ټهیک شوے ده؟

مفتی سید جانان: نه جی، نه جی۔ ما جی دا لیکلی دی چه اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ ادارے نے جن جن اضلاع میں جو کام کئے، ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟ نمبر 2۔ مذکورہ ادارے کن بنیادوں پر کام کرتے ہیں، نیز مذکورہ ادارے نے ضلع ہنگو میں جو کام کیا ہے، اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟ جواب کښے جی دوئ اخر کښے ما ته لیکلی دی چه ضلع ہنگو محکمہ ہذا کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا، لہذا اس کو ضلع کا کوئی فنڈ نہیں دیا گیا ہے۔ زه جی دا وایم جی، اوسه پورے هنگو کښے پینځه دیرش دهماکے شوے دی، پنځه دیرش بمونه جی خلاص شوی دی ورکښے، دا زمونږ حکومت کښے جی شپږ ځله بمباری شوے ده او ضلعی ناظم، خان افضل حاجی صاحب پکښے مړ شوے دے، سابق منسټر غنی الرحمان صاحب هغے کښے مړ شوے دے جی۔ شپږ یونین کونسلے جی دا سے دی چه درے کالونه اوشو هغوی یوه دانه اوسه پورے نه ده کرلے پټو کښے جی، د فوج آپریشن د وجے نه، او مخکښے جی ما دا خبره کړے وه چه پوخ سړک ئے

کیمپ ته جی، د مخکښے گورنر صاحب د وینا مطابق اته نیم لکهه خلق هغه کیمپ کښے، مطلب دا دے هنگو کښے، ټوله علاقه کښے اوسیږی، کیمپ هم جی شته دے او د درے ایجنسو خلق، د اورکزئی ایجنسئ، کرم ایجنسئ او وزیرستان ایجنسئ دا خلق دلته کښے اوسیږی، نو دا متاثره ضلع به څنگ وی مونږ ته د حکومت اووائی چه متاثره ضلع چا ته وئیلے شی جی؟

جناب سپیکر: جی، اکرم خان درانی صاحب، پلیز۔

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر صاحب! دا سوال مخکښے هم راغلے وو او تاسو په هغه وخت مهربانی هم کړے وه او په هغے کښے ډیر سخت انسٹرکشنز هم ورکړی وو خو زه حیران په دے باندے یمه چه لکه دلته دے اسمبلئ ته چه دا کوم جواب راغلے دے، دا خو بالکل داسے دے چه په دے هاؤس پورے د خندا غوندے خبره ده، خو که نور ترینه هیر وی په گراونډ جی تقریباً زمونږ د پولیس ډیر کسان پکښے شهیدان شوی هم دی او زخمیان هم دی او زما خیال دے چه په دے خیبر پختونخوا کښے که زیاته متاثره ضلع ده، هغه هنگو دے جی او مردم شماری هم جی په هغے کښے نه شی کیدے، لکه دے حد پورے تکلیف راغلے دے چه په بعضے ایریا کښے هلته، او د نادره ټیمونه هم هلته نشی تلے هغه ایریا ته، نو دا خو جی تاسو د هغے سختئ وینئ، بعد کښے چه کوم راغلے دے نو دیکښے به جی زمونږ گزارش وی چه که داسے سوالونه دے اسمبلئ ته راځی، دا ستاسو نه مخکښے جی څو سوالونه وو چه د هغے Reply نه ده شوے، هغه ما اوکتل د هغے جواب نه دے راغلے، مسلسل د مفتی سید جانان دی، د رشاد خان وونو کم از کم جی، دے ایوان ته چه څه راځی چه هغه د حقائقو په بنیاد باندے وی، هنگو بالکل تباه شوے دے جی او په هغے باندے خصوصی نظر کول دی جی چه دا کوم د خلقو په وینے باندے پیسے راځی، هغه خلق د دے نه محرومه ولے دی جی؟

جناب سپیکر: جی آنریبل لاء منسٹر صاحب، پلیز۔ جی حافظ اختر علی صاحب۔ اودریږه دا بل سوال هم راغے جی، جی سپلیمنٹری کوئسچن جی؟

حافظ اختر علی: شکریه جناب سپیکر صاحب۔ دوئ چه څنگه دا وضاحت کړے دے چه ضلع ہنگو محکمہ ہذا کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: هغه خو اوشو جی۔

حافظ اختر علی: په دیکښے جی زما سپلیمنٹری دا ده دوئ نه دا تپوس کومه چه آیا هنگو د دے صوبے حصه ده که نه ده؟ دویم دا ده چه په دیکښے دوئ پراونشل ایڈوائزری بورڈ چه کوم تشکیل کړے دے ، وائی چه وزیر اعلیٰ صاحب د هغے پخپله نگرانی کوی او د هغه په نگرانئ کښے نور هم، خبره جی دا ده چه آیا وزیر اعلیٰ صاحب د هنگو سمیت د ټولے صوبے وزیر اعلیٰ دے که نه د هنگو نه بغیر؟

جناب سپیکر: جی جناب۔ بس یار درے اوشو، حاجی صاحب! درے کوئسچنز اوشو کنه، او دریړه د هغے جواب خو راکړی نو، هنگو سره دے۔

جناب محمد زمین خان: جی د دوئ کوئسچن څه دے ؟

جناب سپیکر: هنگو سره دے ، هنگو سره۔

جناب محمد زمین خان: جی جی ، جی بالکل۔ دیکښے زما کوئسچن دا دے جی چه دوئ دا پراونشل ایڈوائزری بورڈ چه کوم جوړ کړے دے نو دے متعلق زما کوئسچن دا دے چه دیکښے کوم کوم منتخب ممبران شامل دی او د دے طریقه کار څه دے ، آیا دا Elect شوی دی او که دا Nominate شوی دی او د دوئ کوالیفیکیشن یا معیار څه دے ؟

جناب سپیکر: جی آنریبل لاء منسٹر صاحب۔

بیرسٹر ارشد عبداللہ (وزیر قانون): مهربانی جی۔ داسے ده جی چه دا پی ڈی ایم اے خپل جواب کښے دا وئیلی دی چه دغه وخت کښے که تاسو ته یاد شی، دا 2008-09 هغه وخت کښے چه کله دا نوے گورنمنٹ راغے نو په مالاکنڈ کښے او بیا په خصوصی توگه باندے په سوات کښے د Militants writ چه کوم وو، د گورنمنٹ ختم وو، د Militants writ وو، هغه وخت کښے بیا فوجی آپریشن وو او بیا هغه دوران مطلب دا دے ، زیاته Activity یا Militancy چه کوم وه، هغه وخت کښے سوات اړخ ته وه نو ځکه هغه وخت کښے که فیڈرل گورنمنٹ وو که پراونشل گورنمنٹ وو او که دا بینکس وو او دیکښے جی دا ورلڈ بینک دے ، دیکښے ایشین ڈویلپمنٹ بینک دے نو دے ټولو بیا مشترکه خپل Efforts او خپل فنڈز رایوځائے کړل او دغلته ئے کار شروع کړو۔ داسے خو جی په چارسدے کښے ڈیرے لوئے لوئے دهماکے شوی دی او پوره پوره بازارونه الوتلی دی، خلق پکښے په سوونو وفات شوی دی۔ داسے په دے مردان کښے

بلا دھماکے شوی دی او دے پېښاور کښے دھماکے شوی دی۔ په دے پروګرام کښے جی دا نورے ضلعے نشته، دا یو خصوصی پروګرام وو، دا پیکج وو او دیکښے د ورلڈ بینک او د هغوی هغه وخت کښے Damage Deed Assessment شوے وو او زما خیال دے وزیر اعلیٰ صاحب وقتاً فوقتاً او پی ڈی ایم اے خپل په اشتهاراتو کښے وقتاً فوقتاً عوام آګاه کړی دی، که چا ته یاد وی دا پروګرام صرف خصوصی د مالاکنډ ډویژن د پاره وو او باقی چه کوم زمونږ خپل هغه Annual Development Plan دے، په هغے کښے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ لګیا دے خپل سکولونه Rebuild کوی، د هغے Proper Head of Account دے۔ دغه شان د هیلتھ ڈیپارٹمنٹ خپل Head of Account دے، د هر یو خپل Head of Account دے، خپل خپل بلډنګونه بیا Rebuild کوی لګیا دی Reconstruction کوی۔ دغه شان سیلاب چه کوم دے که سیلاب نه څه تباهئ وباهئ راغلے نو د هغے خپل ڈائریکٹوریټ جوړ شوے دے، هغه جوړیږی، نو دا خبره کول اوس چه یره هنګو د دے صوبے حصه نه ده، د وزیر اعلیٰ په نظر کښے هنګو ضلع ده او که نه ده؟ نو زما خیال دے دے ته په دغه نظر چه اوګورئ نو بیا ٹھیک ده او دا سے خو بیا به چارسده هم نه وی او مردان، بیا خو یو ځائے هم نه دے او د دوئ دا یو۔۔۔۔

مفتی سید جانان: جناب سپیکر صاحب، دا سے څه خبره نه ده، هغه د غریبو عوامو ازار به دربانده اولګی، ارشدعبدالله! ته راشه، سوات کښے تباهیانے نه دی کړی فوج۔ چه ته ما ته دا وایئے چه مطلب دا دے دا مخکښے پراجیکٹ وو او دا اوس ختم شو؟ دا اوس چلیږی، اوس شروع دے۔دا نه دے شروع، اوس نه کیږی پرون افتتاح نه ده کړے، سوات کښے ئے سکولونه نه دی جوړ کړی؟

وزیر قانون: دا سے به او کړو جی، دا سے به او کړو چه دوئ به تقریباً۔۔۔۔

مفتی سید جانان: دا ضد دے، دا خالص ضد دے، دا صوبائی حکومت ضد کوی د هنګو عوامو سره۔۔۔۔

وزیر قانون: نه ضد که مونږ کوؤ نو ضد، چارسدے سره څوک ضد کولے شی، مردان سره به هغه خپل ضد کوی؟ دا څه خبره ده جی؟ پی ڈی ایم اے والا دومره تکړه نه دی چه، پی ڈی ایم اے دومره تکړه شو چه یره هغه اوس ضد۔۔۔۔

(شور)

میاں افتخار حسین: (وزیر اطلاعات) جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: میاں افتخار صاحب۔

مفتی سید جانان: زه جی-----

جناب سپیکر: میاں افتخار صاحب! تاسو څه وایئ؟

مفتی سید جانان: جناب سپیکر صاحب، زه دا وایم چه ارشد عبدالله صاحب د هنګو ته صرف لاړ شی جی-----

جناب سپیکر: ډیر بنه دعوت دے۔

مفتی سید جانان: زما ګاډی کبنے زما سره د لاړ شی، بیا به پته اولګی چه متاثره ضلعه ده او کنه ده؟

(شور)

وزیر قانون: مفتی صاحب د راته ورځ اوبنائی چه ورسره لاړ شمه۔

جناب سپیکر: وائی چه ورځ راته اوبنایئ چه درسره لاړ شم۔

وزیر قانون: بالکل جی، سبا که ځے نو سبا درسره ځم او بنه پوره، سبا درسره ځم، سبا درسره ځم-----

(شور)

مفتی سید جانان: ارشد عبدالله صاحب! داکوم-----

وزیر اطلاعات: ګاډی به څوک کوی؟-----

وزیر قانون: اپوزیشن خو ټول، ټول اپوزیشن به ګواه ځان سره بوځو او ځو به۔ نګهت بی بی به هم راسره ځی۔ بنه داسے ده جی، دے ځل له Annual Development Programme کبنے د هنګو د پاره په خصوصی توګه باندے بیل، ډیر لوئے پیکج دوئ ته ورکړے شوے دے، صرف د هنګو ډسټرکټ د پاره ځکه چه تیر شوے وزیر اعلیٰ صاحب دا وائیلی وو-----

جناب سپیکر: مخکبنے پکبنے دا نه وو، اوس پکبنے دے ځل شامل شو؟

وزیر قانون: دے ځل شامل شوے دے۔

جناب سپیکر: او دا به کله نه له خیره سره شروع کیږی؟

وزیر قانون: نه نه، د Annual Development Progamme نه دا څوک ترے او کاڑلے نشی جی۔

جناب سپیکر: شروع دے ؟

وزیرقانون: او جی، بالکل په دے به اوس کار شروع شی۔ یا به شروع وی مطلب دا دے چه ٹینڈرے به شوی دغه به شوی وی او بله خبره داده جی چه دوئ ته که نور شک وشبهات وی یا په دے پوهه نه وی چه یره مطلب په هنګو کښے دا پراجکٹونه ولے لیٹ شو یا Rehabitation کار ولے Slow دے ؟ نو زه به دوئ سره لاڑشمه پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ ته، هغوی سره به دوئ زه کیښنومه، د دوئ پوره دغه به رااوباسی چه یره دوئ د پاره خصوصی فنڈ څومره منظورشوے دے ؟

جناب سپیکر: ٹھیک شوه جی۔سبا مفتی صاحب سره تاسو ځئ او پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کښے به کښینئ۔ مفتی صاحب! چه تاسو څه شک و شبهات وی، هغه به ختم شی بیا به دا واخلو جی۔ جی۔

جناب محمد زمین خان: جناب سپیکر صاحب، زما د خبرے جواب ئے رانکڑو جی منسٹر صاحب، ما چه ورته کومه خبره کڑے وه۔

وزیرقانون: د دوئ Sorry دا سے ده جی، ایڈوائزری چه کوم بورڈ جوڑ شوے دے ، په دیکښے جی ایم پی ایز دی، ایم این ایز، سینٹرز او وزیر اعلیٰ صاحب د دے مشر دے ، د بورڈ چیئرمین دےاو د دے د پاره هیڅ کوالیفیکیشن نشته۔ بس دغه ممبران دی او هغوی پکښے خپل پالیسیز ورکولے شی۔ هغه وخت کښے د دے چه کله دا تازه جوڑیدو نو ڈیمانڈ وو، ایم پی اے ګانو صاحبانو وئیلی وو خو زما خیال دے بیا هغه وخت سره، بیا هغه هومره Importance به ئے نه وی پاتے شوے یا دلچسپی به ئے ختمه شوی او ٹول ایم پی ایز پکښے دی۔

جناب سپیکر: پکښے دی جی۔ دا د بل د ایری ګیشن سوال دے خو دا منسٹر صاحب په چھٹئ دے جی، زما نه ئے چھٹی اغستے وه۔ نور سحر بی بی۔ ستاسو سوال به بله ورځ کیږی۔دا بل سوال جی، محترمه نور سحر بی بی۔اول خو د حج نه ستڑے مه شے ، په خیر راغلے ، حج د هم مبارک شه، دعا به د دے ٹولو ته کڑے وی کنه۔ جی، سوال نمبر وایئ جی۔

محترمہ نور سحر: سوال نمبر 77 دے۔ سپیکر صاحب پہ دیکبنے داسے چل دے چہ زہ هغه بله ورځ چه راغلے وومه، ماته چه کومه ایجنډه ملاؤ شوے وه پکبنے No Reply لیکلے وه، نن اوس چه راغلم په ټیبل باندے دوئ جواب راليږلے دے۔ زما خیال دے زہ چه تلے ووم نو ما باندے دے منسټرانو ډیر مبارکئ اغستے وے چه شکر دے دا لاړه مونږ لږ اوزګارشو نو د دوئ دا خیال وو چه دا به هلته پاتے شی واپس به رانه شی، نو دوئ No reply کړے وه۔ څنګه چه دوئ ته پته اولګیده چه زہ راااورسیدم نو دوئ پرون جواب راليږلے دے نو چونکه هغه ما کتلے نه دے نو داNext session ته ئے پینډنګ کړئ۔

جناب سپیکر: دا Next، بله ورځ ته ټهیک شو، پینډنګ۔ جی نور سحر بی بی، هغه بل سوال څه دے ؟

محترمہ نور سحر: بس دغه هم سر پینډنګ کړئ، دا دواړه، دوئ خو وئیل دا به رانه شی چه بس دا به رانه شی خو زه راغلم، اوس ئے پینډنګ کړئ جی۔

جناب سپیکر: ځه ټهیک شوه جی، دا پینډنګ شو۔

جناب سپیکر: جی دا مفتی صاحب، اودریږئ مفتی صاحب جی، د مفتی صاحب سوالونه پاتے شو۔ مفتی کفایت اللہ صاحب، مفتی صاحب، تاسو په څه کبنے راناست وئ، ټانګه کبنے راناست وئ، دومره لیټ راغلئ، (قہقہے) دا د مانسهرے نه په څه کبنے راغلئ؟ تپوس ترے اوکړه۔

(قہقہے)

مفتی کفایت اللہ: رش ډیر دے جی، رش ډیر زیات دے ، په دے ځائے کبنے ډیر ټائم اولګی۔

جناب سپیکر: بالکل تاسو ټهیک وایئ جی۔دا سوال نمبر وایئ جی؟ مفتی صاحب! بلا لویه ایجنډه ده جی۔

مفتی کفایت اللہ: ټهیک ده جی۔

جناب سپیکر: لږ سوال نمبر زر وایئ جی؟

* 37 _ مفتی کفایت اللہ: کیاوزیرزراعت ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) مانسہرہ میں واٹر مینجمنٹ کے محکمہ کا دفتر موجود ہے اور صوبائی حکومت واٹر مینجمنٹ کو فنڈز کی دستیابی یقینی بناتی ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں تو:

(i) ضلع مانسہرہ میں سال 2008 سے 2010 کے دوران واٹر مینجمنٹ نے کون کونسے واٹر کورسز تعمیر کئے ہیں اور پچھلے تین سالوں میں کتنی اور کونسی زمینوں کو ہموار کیا گیا ہے، نیز صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت کی طرف سے کتنا کتنا فنڈ دیا گیا ہے، اس کی بھی الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؛

(ii) ضلع مانسہرہ میں مذکورہ سالوں میں واٹر مینجمنٹ کو کتنا فنڈ دیا گیا، ایئر وائز تفصیل فراہم کی جائے؛

(iii) ضلع مانسہرہ میں مذکورہ محکمہ کے تمام سٹاف کے نام، پتہ بمعہ شناختی کارڈ نمبر کی تفصیل فراہم کی جائے؟

ارباب محمد ایوب جان (وزیر زراعت): (الف) جی ہاں۔

(ب) (i) سال 2008-09 تا سال 2010-11 تک تعمیر شدہ واٹر کورسز وہموار زمین کی تفصیل فراہم کی گئی جبکہ صوبائی ومرکزی حکومتوں کی طرف سے مہیا کردہ فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) مرکزی حکومت کے فنڈ کی تفصیل برائے تعمیرات واٹر کورسز اور تنخواہ جات وغیرہ

سال 2008-09	مبلغ 12014200/- روپے۔
سال 2009-10	مبلغ 163453774/- روپے۔
سال 2010-11	مبلغ 14309135/- روپے۔

(2) صوبائی حکومت کے فنڈ کی تفصیل برائے ہموار زمین بذریعہ لیزر لینڈ لیولر

سال 2008-09	کوئی نہیں۔
سال 2009-10	مبلغ 494731/- روپے۔
سال 2010-11	مبلغ 640000/- روپے۔

(ii) جواب جز (ب) میں اوپر دیا گیا ہے۔ (تفصیل ایوان میں پیش کی گئی)

Mr.Speaker: Ji, any supplementary?

مفتی کفایت اللہ: نه جی زه ډیر زیات مطمئن یمه۔ ډی جی صاحب پوره تفصیل راکړے دے جی، دے نه مطمئن یمه۔

جناب سپیکر: تھینک یو، جی۔

مفتی کفایت اللہ: او دوئ په جواب کښے ډیر تفصیل راکړے دے، د دے نه مطمئن یمه جی۔

جناب سپیکر: ښه جی، دا بل سوال څه دے جی؟

* 40 _ **مفتی کفایت اللہ:** کیا وزیر زراعت ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور غذائی ضروریات ملک میں پیدا ہو رہی ہیں;

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں تو:

(i) صوبے کا زیر کاشت رقبہ کتنا ہے اور صوبے میں پیدا ہونے والی غذا صوبے کی غذائی ضروریات کو پورا کرتی ہے;

(ii) اگر جواب نفی میں ہو تو صوبے کی غذائی ضروریات کا کتنا فیصد حصہ صوبے سے پورا ہوتا ہے اور کتنا حصہ باہر سے منگوایا جاتا ہے;

(iii) کون کونسی اشیاء کتنی مقدار میں دوسرے صوبوں سے منگوائی جاتی ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

ارباب محمد ایوب جان (وزیر زراعت): (الف) جی ہاں، یہ درست ہے کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور اکثر غذائی ضروریات ملکی پیداوار سے پوری کی جاتی ہیں۔

(ب) (i) صوبے کا زیر کاشت رقبہ صوبائی کراپ رپورٹنگ سروسز کی رپورٹ برائے سال 2009-10 کے مطابق 45,66,868 ایکڑ رہا۔ اس رقبہ سے حاصل شدہ غذائی اجناس صوبے کی ضروریات پوری کرنے کیلئے کافی ہیں۔

(ii) سال 2009-10 میں گندم کا زیر کاشت 1873000 ایکڑ رقبہ سے 1152470 ٹن پیداوار حاصل ہوئی جو کہ صوبائی ضرورت کا 31.6 فیصد ہے جبکہ صوبہ کی غذائی ضرورت 36,48,000 رہی۔ باقی 68.4 فیصد دوسرے صوبوں سے پوری کی جاتی ہے۔ اسی طرح مکئی کا زیر کاشت رقبہ 10,42,512 ایکڑ رہا، جس سے 75,216 ٹن پیداوار حاصل ہوئی۔ چاول کا زیر کاشت رقبہ 1,32,907 ایکڑ جبکہ پیداوار 1,02,403 ٹن جبکہ غذائی ضرورت 88,000 ٹن ہے، 3,910 ٹن اضافی پیداوار دوسرے صوبوں کو سپلائی کی جاتی ہے۔ صوبہ خیبر پختونخواہ میں سال 2009-10 کے دوران گنے کا زیر کاشت رقبہ 2,469,000 ایکڑ رہا جس سے 45,07,864 ٹن گنا حاصل کیا گیا۔ اس گنے سے حاصل ہونے والی چینی کی مقدار 2,46,279 ٹن رہی جبکہ غذائی ضرورت 6,18,000 ٹن رہی، اس طرح چینی کی پیداوار میں کمی کو دوسرے صوبوں سے چینی درآمد کر کے پورا کیا گیا۔

(iii) گزشتہ برس 2009-10 میں گندم صوبائی ضرورت 68.4 فیصد منگوائی گئی۔ چینی 1,61,771 ٹن درآمد کی گئی جبکہ مکئی اور چاول دوسرے صوبوں کو برآمد کئے گئے۔

مفتی کفایت اللہ: جزاک اللہ۔ جی۔

جناب سپیکر: دا ارباب صاحب! تا ورسره څه چل کړے دے نن؟

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: شهد ئے ورله لیږلی دی۔

جناب سپیکر: شهد د پرے خوړلی دی؟ جی بل سوال څه دے جی؟

مفتی کفایت اللہ: دا جی سوال نمبر 38 دے جی۔

جناب سپیکر: جی۔

* 38 _ **مفتی کفایت اللہ:** کیا وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈیویلپمنٹ ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ مختلف جانوروں پر تحقیق کرتا ہے، اس سلسلے میں مختلف ملکوں سے مختلف قسم کے جانور منگوائے جاتے ہیں، نیز محکمہ نے جدید تحقیق میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کی ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو سال 2008 سے 2010 تک کی جانے والی تحقیقات کن کن جانوروں پر کی گئیں، کی تفصیل فراہم کی جائے اور محکمہ نے صوبے میں کن کن مقامات پر نئے ریسرچ سنٹر قائم کئے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب ہدایت اللہ خان (وزیر امور حیوانات): (الف) جی ہاں، یہ درست ہے کہ محکمہ مختلف جانوروں پر تحقیق کرتا ہے لیکن محکمہ لائیو سٹاک ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ خیبر پختونخواہ نے کسی بھی ملک سے جانور نہیں منگوائے ہیں، یہ بھی درست ہے کہ اس محکمہ نے تحقیق کے ذریعے غیر ملکی اور ملکی مادہ کے ملاپ سے دوغلی جانور کی شکل میں گائیں پیدا کی ہیں جس کے نتیجے میں دودھ اور گوشت کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔ علاوہ ازیں جانوروں کی خوراک لائیوسٹاک مینجمنٹ، خوراکی تجزیہ، اینیمل پروڈکشن اور ڈیری ٹیکنالوجی پر بھی کام جاری ہے۔

(ب) سال 2008 سے 2010 تک گائیں، بھینسیں، بھیڑوں اور بکریوں پر تحقیقات جاری ہیں۔ محکمہ لائیو سٹاک ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ نے سوڑیزئی پشاور اور بہاڑپور ڈیرہ اسماعیل خان میں سٹیشن قائم کئے ہیں جبکہ ہزارہ، دیر اور کوہاٹ میں سٹیشن کے قیام پر کام جاری ہے۔

جناب سپیکر: او دا هم مطمئن یئ؟

مفتی کفایت اللہ: په دیکښے جی مونږ د لائیوسټاک چه کوم ډائریکټوریټ دے، د دوئ نه ما پراګرس رپورټ غوښتے دےاو دوئ شرمیږی، ما له پراګریس رپورټ نه راکوی۔ یعنی دوئ وائی چه مونږ تحقیق خو کوؤ خو سپیکر صاحب، د تحقیق نه مخکښے یو قدم دے چه هغے نه زمیندارو ته فائده اورسی۔

جناب سپیکر: او جی۔

مفتی کفایت اللہ: د هغے جواب هم نه راکوی نو که وزیر صاحب دا Explain کړی لږ غوندے۔

Mr. Speaker: Honourable Minister for Livestock, Hidayatullah Khan Sahib.

جناب ہدایت اللہ خان (وزیر امور حیوانات): مهربانی جناب۔ مفتی صاحب چه کوم سوال کړے دے جی، د هغے جواب خو پوره ورکړے شوے دے او که دوئ مزید نور څه تفصیل غواړی جی نو هغه به بیا اووائی ځکه چه دا کوم سوال دوئ کړے دے نو د هغے جواب خو جی پوره پوره ورکړے شوے دے نو په دیکښے جی څه څیز نشته چه هغه پکښے زمونږ نه د دوئ په سوال کښے پاتے دے جی خو بهرحال که مزید دوئ پکښے څه تحقیق کول غواړی، مفتی صاحب سره به زه کښیمه او هغه د اووائی او د هغے تفصیلات به ورته مونږ ورکړو۔

جناب سپیکر: د هغه ځائے چکر ورله ورکړه چه هغه کوم ځائے کښے دا۔۔۔۔۔

وزیر امور حیوانات: او جی، او به ګرځوؤ۔ او جی، او به ګرځو۔

جناب سپیکر: کیدے شی، مفتی صاحب قابل سړے دے څه نور ښه د غه۔۔۔۔۔

وزیر امور حیوانات: او جی، او۔

جناب سپیکر: جی مفتی صاحب! بل سوال څه دے جی؟

مفتی کفایت اللہ: دا جی سوال نمبر39 دے، ارباب صاحب سره متعلق دے۔

جناب سپیکر: جی۔

* 39 _ مفتی کفایت اللہ: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ زرعی اجناس پر تحقیقات کرتا ہے، اس سلسلے میں مختلف ملکوں سے بیج منگواتے ہیں اور محکمہ کو خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی ہے;

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو سال 2008 سے 2010 تک جو ریسرچ جن بیجوں پر کی گئی ہے اور کن کن ممالک سے منگوائے گئے ہیں، انکی تفصیل فراہم کی جائے اور محکمہ نے کن کن مقامات پر ریسرچ سنٹرز قائم کئے ہیں، انکی تفصیل فراہم کی جائے؟

ارباب محمد ایوب جان (وزیر زراعت): (الف) جی ہاں، لیکن تخم تحقیقی مقاصد کیلئے استعمال کیا جاتا ہے نہ کہ زمینداروں کی کاشت کیلئے۔

(ب) جی ہاں، یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت (تحقیق) مختلف زرعی اجناس پر تحقیق کر رہا ہے جس میں چیدہ چیدہ گندم، مکئی، چاول، گنا، سبزیاں، تیلدار اور میوہ جات شامل ہیں۔ تحقیق ایک مربوط اور مرحلہ وار سائنسی طریقہ ہے جس کیلئے لمبا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ مثلاً گندم کی ایک نئی قسم حاصل کرنے پر تقریباً آٹھ سے دس سال لگ جاتے ہیں۔

محکمہ زراعت (تحقیق) مختلف اجناس کے بیج پر تحقیق کیلئے محدود مقدار میں دنیا کے دوسرے ممالک سے ایک پروگرام کے تحت جرم پلازم (Germplasm) کا تبادلہ کرتا ہے۔ اس پروگرام کے تحت دنیا کے مختلف ممالک ایک دوسرے کے ساتھ اچھی خصوصیات یعنی زیادہ پیداوار، بیماریوں اور کیڑے مکوڑوں کے خلاف قوت مدافعت رکھنے والی اقسام بلا معاوضہ Exchange کرتے رہتے ہیں۔ اوپر بیان کئے گئے مختلف اجناس کے بیج جن پر 2008 سے لیکر 2010 تک اور اس سے پہلے بھی محکمہ زراعت نے تحقیقاتی سلسلہ جاری رکھا اور دنیا کے نامور تحقیقاتی اداروں سے بیج کا تبادلہ کیا، اس میں گندم اور مکئی CIMMYT,FAO اور ACARDA (مکسیکو، اٹلی اور مصر) سے جبکہ چاول IRRI فلپائن اور گنے کی مختلف اچھی اقسام امریکہ سے حاصل کی گئی ہیں لیکن یہ زمینداروں کے استعمال کی نہیں ہوتیں بلکہ تحقیق یا مسترد ہونے کیلئے استعمال کی جاتی ہیں۔

صوبہ خیبر پختونخواہ میں محکمہ زراعت (تحقیق) کے ریسرچ درج ذیل اضلاع میں قائم ہیں: پشاور، نوشہرہ، مردان، صوابی، بونیر، سوات، چترال، ایبٹ آباد، مانسہرہ، کوہاٹ، کرک، بنوں، لکی مروت اور ڈیرہ اسماعیل خان۔ تمام نئی اقسام میں اچھی خاصیت کی منتقلی اسی Germsplasm Exchange کی مرہون منت ہے۔

مفتی کفایت اللہ: دا دواړه جی تحقیقی ادارے دی، زراعت هم او لائیو سټاک هم۔ دوئ هم تحقیق ډیر بنه کړے دے، زه ئے Appreciate کوم لیکن د هغه تحقیق زمیندار ته څه فائده ده؟ هم دا پکبنے نشته، نو وزیر صاحب هم د دے جواب

رانکړو او ارباب صاحب هم نه راکوی۔ خیر دے زه به دے باندے نوے سوال جوړ کړم۔

جناب سپیکر: ګزاره به کوے۔

مفتی کفایت اللہ: جی او۔

غیر نشاندار سوال اور اس کا جواب

79 _ جناب محمد رشاد خان: کیا جناب وزیر اعلیٰ ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ حالیہ سیلابوں اور Militancy سے سرکاری عمارتیں، پرائیویٹ املاک اور ٹیوب ویلوں کو شدید نقصان پہنچا ہے;

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ تباہ شدہ عمارات واملاک کی مرمت اور بحالی کیلئے فراہم کردہ فنڈز اور تخمینہ کی ڈسٹرکٹ وائز مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب امیر حیدر خان (وزیر اعلیٰ): (الف) جی ہاں۔

(ب) PDMA/PaRRSA کے زیر انتظام Militancy سے تباہ شدہ سرکاری عمارات کی مرمت اور بحالی کیلئے فنڈز فراہم کردہ فنڈز کی ضلع وائز اور تخمینہ کی تفصیل ایوان میں فراہم کی گئی۔ اسکے علاوہ متحدہ عرب امارات کے مالی تعاون سے پاکستان آرمی کے ذریعے متعدد سکولوں، آبنوشی کے منصوبوں پر بھی کام جاری ہے، تاہم گزارش کی جاتی ہے کہ سیلاب کی تباہ کاری کی تعمیر نو کا کام محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کی ذمہ داری ہے، لہذا PDMA/PaRRSA اس ضمن میں متعلقہ تفصیلات فراہم کرنے سے قاصر ہے۔

جناب سپیکر: جناب اکرم خان درانی صاحب۔

رسمی کارروائی

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): ستاسو ډیره مننه جی۔ چونکه یو ډیر اهم او ضروری غوندے پوائنټ وو او ستاسو زه شکریه ادا کوم چه اجازت د راکړو۔ زمونږ جی دلته د خیبر پختوانخوا اکثر زمیندارو جی، دا اوس موجوده سیزن دے چه په دیکښے ګوړه پیدا کیږی جی او زمونږ چه دلته کومه ایریا ده، د ایری ګیشن زمکے دی جی، نو د دے صوبے غټ آمدن چه دے جی، هغه مونږ ته چه راځی او بیا ایکسپورټ کوؤ، بهر ته زمونږ ځی جی او خصوصاً زمونږ دا کوم ډی آئی خان یا چارسده، مردان، پشاور ایریاز ډیر زیات ګنے پیدا کوی۔ اوس یو طرف ته خو جی دا صوبه داسے متاثره ده چه دلته خو جی نه روزګار شته دے،

کارخانے بندے دی، بے روزګاری ده، روزګار نشته، صرف یو روزګار د دے غریبو خلقو چه دلته ګانړے اولګوی، د هغے ګوړه پیدا کړی نو هغه افغانستان ته او د افغانستان نه نورو ملکونو ته په دے لار باندے ځی او هر یو زمیندار چه د کال څومره د چا نه، دکاندار نه قرض اغستے وی، جامے وی یا خوراک وی نو دا زمیندارو صرف دا ګوړه چه خرڅه کړی نو هغه قرضه واپس ورکوی، بیا ئے ورکوی جی او ډیره د حیرانګئ خبره ده جی، تیر ځل هم دا خبره شوے وه چه اوس بیا صوبائی ګورنمنټ د ټس نه مس نه کیږی او مرکزی حکومت پابندی لګولے ده او ګوړه د دے ځائے نه نشی تلے جی۔ دا د دے صوبے جی هغه کار دے چه څنګه مفتی صاحب د هنګو خبره کوی چه د هنګو د خلقو په وینه باندے پیسے راځی خو د هنګو خلقو په هغه وینه باندے هغوی ته هیڅ قسم څیز نه ملاؤیږی۔ که چرته هسے مونږه ته نه ملاؤیږی او د دے ځائے کښے زمونږ د کال چه دا څه محنت دے، د دے غریبانو، هغه هم ضائع شی نو زما خیال دے چه زمونږ سره صرف او صرف یو ایګریکلچر اوس په زمکه کښے دننه پاتے دے چه په هغے باندے لږ زمونږ شرم حیا ساتلے شوے ده، خوراک راته راکوی، هغے باندے د روزګار د بل ځائے نه خلاص یو۔ زما به د ګورنمنټ نه هم دغه مطالبه وی چه دا د نه منلو خبره ده، دا پابندی که مرکزی حکومت لګوی او که دا صوبائی حکومت لګوی، د دے نه به داسے Agitation جوړ شی چه دا تحریک به څوک بیا سنهبال نه کړی۔

دا زمینداران به روډونو باندے وی، دا خلق به راوځی نو مونږ وایو چه د دے ځائے کښے نور د خلقو ذهنی مفلوج کول چه دی، دا ناروا خبره ده او زه به په خصوصی طور تاسو ته دا ګزارش کوم چه په دے باندے د روټین خبره نه وی، ما دلته د چارسده پیپر مل خبره اوکړه نو دلته د هاؤس نه ماته دا جواب راغے چه دے ته به کمیټی ځی، دا زمکه به نه خرڅیږی، دلته به هغه کالونی نه جوړیږی۔ ما نه هغه خلق تپوس کوی، نه د دے هاؤس یو ممبر چرته لاړو چارسدے پیپر مل ته، نه هغه کمیټی جوړه شوه۔ د دے هاؤس چه کومے فیصلے دی، که چرته دی خو په هغے باندے عمل نه وی نو د دے ایوان دا تقدس به ختم شی او دلته چه ممبر پاڅی، بیا به وائی چه یره دلته خو څه اهمیت د دے خبرے نشته نولهذا زه د ګورنمنټ نه د دے دواړو خبرو هغه کومه چه یو خو دا چارسده پیپر مل چه دے، هغه کمیټی چه جوړه شی، هغه د په سائیټ وزټ اوکړی او بل د ګوړے پابندی د فوراً ختمه شی، دا خلق د مجبورئ نه روډونو ته راوځی۔ ستاسو ډیره مننه۔

جناب سپیکر: شکریه جی۔ دا د گوړے پابندئ باندے یو ډیر لوئے وفد دلته هم راغلے وو، اسمبلئ ته هم راغلے وو۔

وزیرزراعت: جناب سپیکر، زه په دے باندے یو خبره کوم غواړمه۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اودریږئ جی، ارباب صاحب! تاسو به اخر کښے جواب ورکوئ۔ دا دوه درے نور هم دے باندے۔ نن ایجنډا باندے ډیر شیز دے، په ایجنډا باندے قرارداد هم شته۔ ایجنڈے پر ایک قرارداد بھی آئی ہے، کال اٹینشن نوٹس بھی آیا ہے طہماش خان کا اور محمد علی شاہ باچا کی ریزولیوشن بھی آئی ہے۔ میاں صاحب! اس پر آج حکومت نے کوئی Solid سا جواب دینا ہے کہ زمینداروں کے ساتھ کیا کیا جارہا ہے؟ یہ پہلے عبدالاکبر خان، آپ بھی تھے اس میٹنگ میں، پی اے سی کی میٹنگ میں، جب یہ پورا ہال بھر گیا تھا تو آپ لوگوں نے کچھ نہ کچھ ان سے اچھی سی وہ کی تھی، ملز اونرز بھی تھے، ڈیپارٹمنٹ والے بھی تھے، تو اس میں تھوڑا سا کیا کریں۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر صاحب! اگر اس کال اٹینشن نوٹس کو Convert کرکے اس کی ایڈجرنمنٹ موشن لے آئیں اور اسکو ایڈمٹ کریں، جو بھی آنریبل، کیونکہ کال اٹیشن نوٹس پر تو ہم بات نہیں کرسکتے۔ اگر آپ اسکو Convert کرتے ہیں ایڈجرنمنٹ موشن میں اور اسکو ایڈمٹ کرتے ہیں اور اس پر جو بھی ممبر بولنا چاہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، تو آج ہی اس پر بولیں۔

جناب عبدالاکبر خان: یہی میں کہہ رہا ہوں سر، کہ آج ہی کرلیں، آج ہی کرلیں، یہ بہت سیریس مسئلہ بنتا جارہا ہے جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: یہی ایک بات ہے کہ سارا ایجنڈا اس کیلئے پھر ختم ہو جائے گا۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر، ڈسکشن کیلئے دوسرا دن رکھ لیں لیکن وہ ایڈجرنمنٹ موشن کو ایڈمٹ کرلیں۔

جناب سپیکر: آج جو ہے نا، آج اگر ابھی لانا چاہ رہے ہیں۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: تو پھر اس باقی ایجنڈے کو سسپنڈ کرلیں تاکہ ہم اس پر بحث کرسکیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ ایسا کریں، یہ ریزولیوشن تو ویسے بھی ہے اس میں، نہیں اگر اس پر آپ سب بولیں۔

وزیرامور حیوانات: جناب سپیکر صاحب، بہت اہم مسئلہ ہے، اس پر ڈسکشن کرلیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں مجھے پتہ ہے، بہت اہم مسئلہ ہے لیکن آپ گونگوں کی طرح بیٹھیں ہیں نا، میں آپ ہی کی جگہ بول رہا ہوں۔۔۔۔۔

(شور)

جناب عبدالاکبر خان: نہ تا سو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اچھا دو منٹ مجھے دے دیں تاکہ میں ہاؤس کو Complete کروں۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: ان معزز اراکین نے رخصت کی درخواستیں دی ہیں، جن میں: قیصر ولی خان صاحب، ڈاکٹر ذاکر اللہ، وجیہہ الزمان صاحب، ستارہ ایاز بی بی، ثناء اللہ خان میانخیل، اسرار اللہ خان گنڈاپور، پرنس جاوید صاحب، کشور کمار، عنایت اللہ جدون صاحب اور سکندر عرفان نے 24 نومبر 2011 کیلئے جبکہ راجہ فیصل زمان صاحب نے 24 اور 25 نومبر 2011 کیلئے رخصت طلب کی ہے، تو Is the desire of the House that the leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Speaker: Leave is granted.

مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ کی مدت میں توسیع کیلئے تحریک کا پیش کیا جانا

Mr. Speaker: Muhammad Ali Shah Bacha, Chairman Standing Committee No. 5 on Agriculture, to please move for extension in period for presentation of the report of the Committee in the House, under sub rule (1) of rule 185 of the Procedure and Conduct of Business Rules, 1988. Muhammad Ali Shah Bacha Sahib.

Syed Muhammad Ali Shah Bacha: Thank you, Mr. Speaker. I beg to move under sub rule (1) of rule 185 of the Procedure & Conduct of Business Rule, 1988 that the time for presentation of the report of Standing Committee No. 5 on Agriculture, Livestock and Cooperative Department may be extended till date and I may be allowed to present the report in the House.

Mr. Speaker: The motion moved and the question is: that extension in period may be granted to the honourable Chairman, Standing Committee No. 5 on Agriculture, to present his report of the Committee? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it; the extension in period is granted.

مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

Mr. Speaker: Syed Muhammad Ali Shah Bacha, Chairman Standing Committee No. 5 on Agriculture, to please present before the House the report of the Committee.

Syed Muhammad Ali Shah Bacha: I beg to present the report of the Standing Committee on Agriculture Department in the House.

Mr. Speaker: It stands presented.

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی رپورٹ برائے سال 2008-09 کا ایوان میں پیش کیا جانا

Mr. Speaker: Mr. Abdul Akbar Khan, member Public Account Committee, to please present before the House the report of the Committee for the year 2008 & 2009.

Mr. Abdul Akbar Khan: Thank you, Mr. Speaker. I, on behalf of the Chairman Public Account Committee, intend to present the report of the Public Accounts Committee on the accounts of the Government of Khyber Pakhtunkhwa, for the year 2008-09 in the House.

Mr. Speaker: The report stands presented.

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی رپورٹ برائے سال 2008-09 کا ایوان سے منظور کرایا جانا

Mr. Speaker: Now Mr. Abdul Akbar Khan, member Public Account Committee, to please move for adoption of the report of the committee.

جناب عبدالاکبر خان: Thank you Mr. Speaker لیکن مجھے ایک منٹ بولنے دیا جائے۔ جناب سپیکر، یہ میرے خیال میں پاکستان میں واحد اسمبلی ہے کہ جو 2008-09 یعنی اسی کی، اپنی Tenure کی آڈٹ رپورٹ آج آپ کی اسمبلی میں پیش کر رہی ہے۔ میرے خیال میں کسی بھی اسمبلی کے پاس، ساری اسمبلیوں کے پاس اتنے Backlogs ہیں کہ انہوں نے اپنے Backlogs ابھی تک ختم نہیں کئے۔ جناب سپیکر، یہ جو 2008-----

جناب سپیکر: یہ میرے معزز اراکین یہ بات نہیں سن رہے ہیں جو اتنی اچھی بات کی ہے، آپ لوگ کیا دیکھ رہے ہیں، Appreciation آپ کو آتی ہی نہیں؟

(تالیاں)

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر، یہ 2008 اور 2009 کی جو رپورٹ ہے، یہ آپ ذرا اس پر غور کریں کہ 27-09-2010 کو اسی اسمبلی میں Lay ہوئی تھی اور اسی اسمبلی نے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کو ریفر کی تھی، مطلب ہے ایک سال کے اندر اندر Backlog کے ساتھ ساتھ یہ جو نئی رپورٹ ہے، اور اس میں بیس

Sittings اور 104 paras تھے جناب سپیکر، تو میری آپ سے درخواست ہو گی، پہلے بھی میں نے ریکویسٹ کی تھی، آج پھر ریکویسٹ کر رہا ہوں کہ آپ کا جو سیل ہے، PAC Cell، کم از کم ایک دو انکریمنٹس تو ان کو دے دیں تاکہ ان کی Appreciation ہو سکے۔ میں ہاؤس سے درخواست کرتا ہوں کہ جو آپ 2008-09 کی رپورٹ اڈاپٹ کر رہے ہیں، اس لئے جناب سپیکر، میری تو آپ سے بھی درخواست ہو گی کہ آپ مہربانی کر کے ان لوگوں کیلئے جنہوں نے بڑی محنت سے اس رپورٹ میں کام کیا ہے، ان کو کچھ دیا جائے۔ Janab Speaker, I intend-----

جناب سپیکر: یہ میں تو بالکل Appreciate کرتا ہوں، پتہ نہیں یہ ہاؤس والے میرے بہت ان سے کام لے رہے ہیں۔ (تالیاں) کنجوسی سے اور یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ Next Finance Committee کے ایجنڈا پر یہ بات ہم ضرور ڈالیں گے، کچھ نہ کچھ Appreciation آپ سب کو مل جائیگی۔

Mr. Abdul Akbar Khan: Thank you, Mr. Speaker. I intend to present the report of the Public Accounts Committee on the accounts of the Government of Khyber Pakhtunkhwa, for the year 2008-09, may be adopted.

Mr. Speaker: The motion moved and the question is: that the report of the Public Accounts Committee for the year 2008-09 may be adopted? Those who are in favour of it may say ‘Aye’ and those against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. The report is adopted.

مجلس قائمہ برائے استحقاقات، یقین دہانیوں کی رپورٹ کی مدت میں توسیع

Mr. Speaker: Now Mr. honourable Deputy Speaker, Chairman Standing Committee No. 1 on Procedure & Conduct of Business Rules, Privileges and Implementation of Government Assurances, to please move for extension in period to present the report of the Committee.

Mr. Khushdil Khan Advocate (Deputy Speaker): Thank you, Mr. Speaker. I beg to move under sub rule (1) of rule 60 of the Provincial Assembly of Khyber Pakhtunkhwa Procedure & Conduct of Business Rules, 1988 that the time for presentation of the report of Standing Committee No. 1 on Procedure & Conduct of Business Rules, Privileges and Implementation of the Government Assurances may be extended till date and I may be allowed to present the report in the House.

Mr. Speaker: The motion moved and the question is: that extension in period may be granted to the honourable Chairman to present the report of the Committee? Those who are in favour of it may say ‘Aye’ and those against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it; extension in period is granted.

مجلس قائمہ برائے استحقاقات، یقین دہانیوں کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

Mr. Speaker: Now honourable Deputy Speaker, Chairman Standing Committee No. 1 on Procedure & Conduct of Business Rules, Privileges and Implementation of Government Assurances, to please present before the House the report of the Committee.

Mr. Khushdil Khan : Thank you, Mr. Speaker. I beg to present the report of the Standing Committee No. 1 on Procedure & Conduct of Business Rules, Privileges and Implementation of the Government Assurances in the House.

Mr. Speaker: It stands presented. ریزولیوشنز کی طرف آتے ہیں۔

محمد علی شاہ باچا، فرسٹ۔ یہ تو بہت زیادہ ریزولیوشنز ہیں۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر، پہلے وہ ریزولیوشن لیں اور ہمیں بولنے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر: نہیں وہ تو میں مشکور ہوں، اکرم خان درانی صاحب نے بھی اور سب نے، آپ سب کو موقع ملے گا اس پر۔

حاجی قلندر خان لودھی: باقی بھی بہت ضروری ہیں۔

جناب سپیکر: وہ بھی بہت ضروری ہیں لیکن یہ سب دوست کہہ رہے ہیں کہ اس کو لے لیں۔

حاجی قلندر خان لودھی: جناب سپیکر، یہ میری ایک لے لیں، یہ بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: ہاؤس سب نے، انہوں نے فیصلہ کیا تھا تو میں تو۔۔۔۔۔

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): محترم سپیکر صاحب، یہ انتہائی اہم معاملہ ہے اور چونکہ ابھی سیزن شروع ہے، بڑی اہمیت کا ہے اور باقی چیزیں کل تک یا پرسوں تک ہو سکتی ہیں، کچھ چیزیں اس طرح ہیں کہ اس میں اگر ٹائم گزر جائے، آپ وفاق سے بات کرینگے، صوبائی حکومت کچھ ایکشن لے گی تو میرے خیال میں آج سب سے اہم جو ہے، وہ ہمارے غریب زمینداروں کا جو مسئلہ ہے، میں ہاؤس سے بھی گزارش کرونگا، یہاں پر سارے وہ لوگ بیٹھے ہیں، جب گاؤں جائیں گے، پھر اس پہ میرے خیال میں سب کی رائے بھی آئی ہے، تو ابھی آپ سے گزارش ہے کہ اس کو، ہر ایک کو موقع بھی دیں اور۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: لودھی صاحب! آپ کا مسئلہ بھی بہت اہم ہے؟

حاجی قلندر خان لودھی: جناب سپیکر، اگر آپ مہربانی کریں اور دو منٹ میں میں پہلے پیش کر لوں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: اگر ہاؤس اجازت دیدے دو منٹ، لودھی صاحب بولیں، میں ہاؤس سے اجازت مانگتا ہوں۔

حاجی قلندر خان لودھی: ہاؤس کو اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں سارے خاموش ہو گئے۔ لودھی صاحب! بڑی خاموشی چھا گئی۔

حاجی قلندر خان لودھی: نہیں، میرے خیال میں ہزارے کی بات، شاید ان کا خیال ہو کہ ہزارہ کی بات ہو رہی ہے اسلئے خاموش ہو گئے۔ میرا خیال ہے یہ سمجھے نہیں ہیں۔ یہ ایکسپریس وے کی بات ہے، ایکسپریس وے کی بات ہے۔ اس میں بولیں گے سب، دو منٹ کی بات ہے اور اس میں بہت ضروری۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں میں خود بھی چاہتا ہوں کہ آپ بولیں لیکن ہاؤس خاموش ہے۔

حاجی قلندر خان لودھی: آپ ذرا پھر پوچھ لیں جی، میرے خیال میں یہ سمجھے نہیں ہیں۔ یہ بس ایک منٹ لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: (قہقہہ) یہ گڑ کی بات پہلے کریں یا لودھی صاحب کو دو منٹ بولنے دیں؟ آپ سے یعنی ہاؤس سے پوچھنا ہے۔

جناب عبدالاکبر خان: نہیں جناب سپیکر، اس کو پہلے لے لیں اور اگر موقع ملا، کچھ ٹائم ملا تو لودھی صاحب کو پھر آپ موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی۔ د دغه نه پس چه دا کال اټینشن دغه کښې Divert شی، Covert شی۔ ٹھیک ہے جی، آپ کو موقع دیتے ہیں۔ جی محمد علی شاہ باچا صاحب صاحب، فرسٹ پلیز۔

قرار دادیں

سید محمد علی شاہ باچا: ډیره مهربانی سپیکر صاحب۔ خیبر پختونخوا کے کسانوں کا زیادہ تر انحصار گندم اور گنے کی فصل پر ہے۔ گنے کی کٹائی اور گڑ بنانے کا سیزن شروع ہو چکا ہے لیکن وفاقی حکومت نے گڑ کی نقل و حرکت اور ایکسپورٹ پر پابندی عائد کر دی ہے جو اس صوبے کے عوام اور خصوصاً زمیندار طبقے کے ساتھ زیادتی کے مترادف ہے، لہذا یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ گڑ کی نقل و حرکت اور ایکسپورٹ پر عائد پابندی فی الفور اٹھائی جائے تاکہ صوبے کے زمینداروں کو بہتر آمدن کے ذرائع دستیاب ہوں۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر، اس پر سب بولنا چاہیں گے۔

جناب سپیکر: جی پہلے آپ بولیں نا، عبدالاکبر خان۔

جناب عبدالاکبر خان: تھینک یو، میں مشکور ہوں جناب سپیکر، آپ کا اور درانی صاحب کا بھی اور باچا صاحب کا بھی کہ ایک بہت اہم مسئلے کو آج اس فلور پر لے آئے ہیں۔ جناب سپیکر، اللہ تعالی نے اس صوبے کو ایک خاص اور میرے خیال میں منفرد آب و ہوا دی ہوئی ہے کہ یہاں پر جو گنا پیدا ہوتا ہے اور اس سے جو گڑ پیدا ہوتا ہے، سارے پاکستان میں کسی جگہ بھی ایسا گڑ پیدا نہیں ہوتا اور اس کی ڈیمانڈ نہ صرف افغانستان میں بلکہ سنٹرل ایشین کے جو سارے اسٹیٹس ہیں، بشمول Russia، وہاں پر اس گڑ کا اتنی ڈیمانڈ ہے کہ وہاں پر اس کو پورا نہیں کیا جا سکتا۔ اگر آپ سارے گڑ کو ایکسپورٹ کرنا چاہیں تو وہ ہاتھوں ہاتھ لے لیں گے لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ چونکہ پنجاب میں جو گنا پیدا ہوتا ہے، اور اس سے جو گڑ پیدا ہوتا ہے، جناب سپیکر، اس کی کوالٹی اس کے مقابلے میں زیرو کے برابر بھی نہیں ہے اس لئے اس کی مارکیٹ نہیں ہے، سنٹرل ایشیا میں اگر ان کی مارکیٹ ہوتی تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر پنجاب اور سندھ کے گڑ کی مارکیٹ سنٹرل ایشین سٹیٹس میں ہوتی، یا Russia میں ہوتی یا افغانستان میں ہوتی تو اس گڑ پر پابندی نہیں لگائی جاتی لیکن بد قسمتی سے ہمارے صوبے میں چونکہ ایک خاص قسم کی جو یہ فصل پیدا ہو رہی ہے تو اس لئے اس پر پابندی لگادی ہے تاکہ شوگر ملز مالکان اور زمیندار مجبور ہو سکے کہ وہ شوگر ملز مالکان کو ان کی مرضی کے نرخ پر ان کو گنا دے سکیں جناب سپیکر۔ اس وقت حکومت نے 150 روپے جو من مقرر کیا ہے جناب سپیکر، اب اگر آپ Fifty Kg کا ایک من لے لیں اور اگر آپ کی ریکوری 10% بھی ہے یا جو Minimum recovery ہے، وہ 10% بھی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ایک من گنے میں پانچ کلو چینی پیدا ہوتی ہے۔ یہ میں Malaises کی یا سپرٹ کی یا بگاس کی بات نہیں کر رہا ہوں، یہ تو اور Products ہیں جو مل مالکان اس کو بیچتے ہیں، یہ میں Pure چینی کی بات کر رہا ہوں کہ اگر پانچ کلو چینی آپ کو ایک من گنے میں ملتی ہے اور اگر آپ ساٹھ روپے فی کلو بھی ڈال دیں تو مالک کو تین سو روپے آتے ہیں لیکن یہاں پر ان سے 150 روپے من گنا لیا جاتا ہے، اس کے باوجود بھی کہ وہ بگاس جو پیپر ملز پہ فروخت کر رہے ہیں، وہ بگاس کی قیمت بھی زمینداروں کو نہیں دے رہے ہیں اور چینی کی ساری قیمت ملز مالکان کو مفت میں پڑتی ہے اور اس سے جو Malaise اور جو سپرٹ اور By products ہیں، وہ By products الگ شوگر ملز مالکان بیچتے ہیں مارکیٹ میں اور ایکسپورٹ کرتے ہیں، تو پھر جناب سپیکر، اگر آپ نے اس پر پابندی لگا دی تو ہماری جو اپنی مارکیٹ ہے وہ تو اتنی نہیں ہے کہ وہ سارا گڑ Absorb کرے، یا لے سکے تو یقیناً زمیندار مجبور ہونگے کہ وہ ملز مالکان کو اس آدھی قیمت سے بھی کم پر ان کو گنا بیچیں گے اور اگر آپ ایکسپورٹ کریں تو زمیندار کو اس سے Double نہیں Triple سے زیادہ فائدہ ہوگا۔ جناب سپیکر، میں حیران ہوں،

آج اخبار میں میں نے دیکھا کہ نہ صرف باہر کی دنیا، آپ جب پاکستان سے باہر ایکسپورٹ کر رہے ہیں، باچا صاحب نے اپنی ریزولیوشن میں ایکسپورٹ کی بات کی ہے، نہ صرف ایکسپورٹ پر پابندی ہے بلکہ فاٹا جو کہ پاکستان کا حصہ ہے، فاٹا کو بھی گڑ نہیں جا سکتا، اس پر بھی پابندی لگا دی ہے، جو اس صوبے کے، مطلب کہ ہمارے وہ پٹھان بھائی ہیں اور پاکستان کا حصہ ہیں، تو نہ صرف باہر کے ملکوں پر ایکسپورٹ پر پابندی لگا دی ہے بلکہ یہاں پر فاٹا کو بھی آپ ایکسپورٹ نہیں کر سکتے۔ میں حیران ہوں کہ فاٹا کے لوگ گڑ کہاں سے خریدیں گے کیونکہ پشتونوں میں 80% جو لوگ ہیں، وہ گڑ کی چائے پیتے ہیں۔ فاٹا میں تو گنا پیدا ہی نہیں ہوتا، فاٹا میں تو گڑ بنتا نہیں ہے تو جناب سپیکر، اگر اس کو ادھر سے بند کر دیں گے تو وہ لوگ کہاں سے خریدینگے اس گڑ کو؟ اور اپنے ہی ملک میں آپ نے اس پر پابندی لگا دی، اپنے ملک میں اس پر پابندی لگائی گئی تو جناب سپیکر، اس کو صرف قرارداد کی حد تک نہ رکھیں، میں تو درخواست کرونگا حکومت سے کہ وہ وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کرے کہ وہ پرائم منسٹر سے اس پر خصوصی بات کریں کیونکہ اگر ابھی آپ نے بات نہیں کی تو پھر یقیناً زمیندار جو گندم کاشت کر رہے ہیں، انہوں نے اپنے گنے کو ابھی تک، چونکہ گڑ کی قیمت گر رہی ہے اور ایکسپورٹ نہیں ہو رہا ہے تو یقیناً گندم کی کاشت کیلئے وہ اپنے گنے کو کاٹیں گے اور مجبوراً شوگر ملز مالکان کو اس ریٹ پر اپنا گنا فروخت کرنا پڑے گا۔ تو میں درخواست کرتا ہوں کہ ٹھیک ہے کہ ملز مالکان جس طرح پچھلے سال انہوں نے تین سو روپے من گنا لیا تھا، اگر پچھلے سال تین سو روپے من گنا لیا تھا تو آج کیا ہوا کہ 150 روپے من لے رہے ہیں، کیا فرٹیلائزر کی قیمت کم ہو گئی، کیا اور ضروریات زندگی کی قیمت کم ہو گئی؟ تو پچھلے سال تو 338 اور 340 روپے پر ایک من گنا لے رہے تھے اور اس سال وہ 150 روپے پر وہ زمینداروں کو مجبور کر کے گنا لینا چاہ رہے ہیں۔ تھینک یو، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: یو منټ جی۔ جنھوں نے کال اٹینشن لایا ہے، وہ Original movers ہیں، سب کو ملے گا، ملے گا جی، Important issue ہے۔ طہماش خان، فرسٹ۔

مفتی کفایت اللہ: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: انکا Written آیا ہے، انکے بعد آپ کا نمبر ہے نا، آپ بھی بولیں گے۔ جی طہماش خان۔ آپ کا نمبر اس کے بعد ہے۔

ملک طہماش خان: کال اټینشن زمونږ دا وو، او جی، دیکښے به لږه تفصیلی خبره کوؤ۔

جناب سپیکر: هغه مه وایه، بس کال اٹینشن چھوڑ دیں، باتیں کریں۔

ملک طہماش خان: سپیکرصاحب! داسے ده چه یو خو اول مونږ. ستاسو شکریه ادا کوؤ چه کوم حالات وو، زمونږ. زمیندارو ته چه کوم مشکلات وو، یو خو زمونږ. هلته د خزانه شوګر ملز سره هم دا مشکلات، هغه خلق راغونډ کړی بلکه هغه ټول خلق راغونډ شوے هم وو دلته، تاسو ته ئے خپل آواز هم اوچت کړے وو خو په دیکښے جی ښنګه چه عبدالاکبرخان یو خبره اوکړه چه یره 300 ریټ وو مخکښے خو دا 338 وو، پرون هغه خلقو مونږ. ته دا بلونه، تیر شوے دغه کښے هم راکړی وو۔ پرون جی په دے داسے پوزیشن وو چه هغه خلق ټول راغونډ شو او چارسده روډ ئے بلاک کړے وو او په هغه دوران زه ورته حاضر شوم او هغوی ته ما اوؤئیل چه انشاءاللّٰه زه خپلو مشرانو سره دا خبره کوم، دا خبره زه رسوم چه یره ستاسو دا تکلیف به لرے شی۔ دوئ چه کوم په 50 Kg باندے دا کوم ریټ لګولے دے 150 روپئ نو واقعی ده دا خو ډیر کم دے او هغه زمیندارو هم مونږ. ته دا شکایت اوکړو، په دیکښے جی مونږ. دا وایو چه کم از کم دا هم هغه سابقه چه کوم ریټ وو 338 باندے، دا هغوی مونږ. ته ثبوت هم راکړے دے چه هم دغه د شی او په دے باندے، په ګنی باندے خپل قیمت د دوه سوه نه بره بره راځی۔ هغے کښے جی د ګاډی کرایه هم راځی، هغے کښے د تخم په بنیاد، هغے کښے آبیانه هم راځی نو هغه غریبو خلقو ته په دے باندے مشکلات وی چه یره مونږ. دومره خواری اوکړو او هغه زمیندار هم د دے فصل ته کتل وی، څلور څلور، شپږ. شپږ. میاشتے دے ته انتظار اوکړی او چه بیا وخت راشی نو هغوی ته دا مسئله وی، دا خو د پوک قیمت هم نه دے، دا خو د هغے د بګاس قیمت هم نه دے، نو مونږ. دغه ریکویسټ کوؤ، دا ټول ملګری د دے نه خبر دی چه د دے وضاحت اوکړی جی۔ ډیره ډیره مننه۔

جناب سپیکر: مفتی کفایت اللہ صاحب۔۔۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان علیزئی: جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: ہاں آپ کو آرہے ہیں، نمبر آرہا ہے۔

مفتی کفایت اللہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر: ان کے بعد، ان کے بعد۔

مفتی کفایت اللہ: خیر دے، دے د مخکښے اوکړی جی۔

جناب سپیکر: چلیں آپ بولیں، چلیں۔

مفتی کفایت اللہ: آپ پہلے بولیں جی۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ بولیں۔

جناب سمیع اللہ خان علیزئی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں اس ہاؤس کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں جناب عالی! کہ ڈی آئی خان آپ کا وہ واحد ضلع ہے جس میں سب سے زیادہ گنے کی کاشت ہوتی ہے اور جناب عالی، مہینہ ڈیڑھ مہینہ پہلے سے پنجاب کی شوگر ملز چل چکی ہیں۔ ہمارے ڈی آئی خان کے اندر بارہ کروڑ من اس وقت گراؤنڈ پر ٹھہرا ہوا ہے جو کہ تین چار سال پہلے بھی ایسی Bumper crop کو کسانوں نے آگ لگائی تھی اور ہم ابھی تک ریٹ پر بحث کر رہے ہیں، ہر چیز پر بحث کر رہے ہیں۔ اگر ملز ہی نہ چلیں، اگر ہمارا گنا ہی نہ گیا تو فروری کے اندر جناب والا، چونکہ میں ادھر زمیندار بھی ہوں، فروری کے اندر جو آپ کے لیبرز ہیں، جن کو لوگوں نے تین تین چار چار لاکھ روپیہ دیا ہوا ہے اور وہ Slip ہو رہے ہیں پنجاب کی طرف جا رہے ہیں گنا کاٹنے کیلئے۔ اگر فروری تک ہم وہ بارہ کروڑ من اپنے ڈسٹرکٹ کا نہ پہنچا سکے تو فروری کے بعد جناب والا، آج 24 نومبر ہے اور ہم نے بہت معمولی سے کپڑے پہنے ہوئے ہیں مگر سویٹرز پہنی ہوئی ہے، جب فروری آئے گا تو بہت زیادہ گرمی ہو گی، گرمی میں آپ کٹائی نہیں کر سکتے اور جب آپ کی کٹائی نہیں ہو گی، بارہ کروڑ من آپ کا وہاں ڈی آئی خان میں ٹھہرا ہوا ہے، میری اس ایوان سے بڑی پرزور، کہ مہربانی کرے اس پر توجہ دے کیونکہ جناب والا، اگر ہم فروری / مارچ تک اسے نہ پہنچا سکیں تو جو Routine crop ہے Sugarcan کی، جب وہ کٹ جائے گی تو ہماری جو گندم ہے، گندم بھی ہم اس وقت تک کاشت نہیں کر سکتے، اگر ہم ادھر لیٹ ہو گئے تو میں جناب والا، آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بہت بڑی ایک Catastrophe آجائے گی پورے ہمارے ڈسٹرکٹ کے اندر۔ آپ مہربانی کر کے میٹنگز وغیرہ ختم کریں، جو ڈیڑھ مہینے سے ہمیشہ میٹنگز چل رہی ہیں اور جناب والا، Sugarcan Commission کی جو بات، اس میں ڈی آئی خان کی Representation ہی نہیں ہے جبکہ سب سے زیادہ گنا آپ کا ڈی آئی خان کے اندر ہے، چار شوگر ملز واحد اس ڈسٹرکٹ کے اندر ہیں، تو مہربانی کر کے ایک تو اس کے اندر Representation دی جائے اور پھر اس ہاؤس میں ٹھہر کے ہم بڑی بڑی باتیں نہ کریں، مہربانی کر کے کیونکہ جو ایک ایک دن گزر رہا ہے، آگے آپ کا دس محرم، جب محرم آئے گا، ہمارا ڈسٹرکٹ حساس ڈسٹرکٹس کے اندر ہے، جیسے ہی وہاں محرم شروع ہو گا، پورے کا پورا ڈسٹرکٹ جام ہو جائے گا، وہ جام ہو جائیگا تو یہ جو بات ہے، یہ دسمبر کے First week میں چلی جائے گی۔ دسمبر کا First week آپ کے پاس ہے اور جنوری کا آپ کے پاس صرف مہینہ ہے، تو بارہ کروڑ من آپ کیسے

پہنچائیں گے ملوں تک؟ نہ آپ کے پاس اتنی ٹرالیاں ہیں، نہ آپ کے پاس اتنے لیبرز ہیں تو میری آپ سے گزارش ہے کہ مہربانی کر کے ہم ڈی آئی خان والوں پر آپ رحم کریں اور مہربانی کر کے شوگر ملز کو چلائیں۔ چونکہ اتنے بڑے رقبے کا نہ ہم گڑ نکال سکتے ہیں اور میں آپ کو ایک اور بات بھی بتاؤں جناب والا، کہ 2007 کا جو سیزن آیا تھا، جس کے اندر لوگوں نے اپنے گنے کو آگ لگائی تھی تو میں As a zamindar آپ کو حقیقت بتاؤں کہ ڈیڑھ سال سے محنت کرتا ہے کسان، گنا ڈیڑھ سال کی فصل ہے، فروری میں کاشت ہے، ایک ستمبر کی کاشت ہے تو ستمبر کی کاشت ڈی آئی خان میں سب سے زیادہ ہوتی ہے جو کہ ڈیڑھ سال کی فصل ہے، تو خدانخواستہ اگر یہی پالیسی ہماری رہی اور ہم نے ملیں نہ چلنے دیں تو کیا ہوگا جناب والا؟ At the end جو رزق ہے ہمارا، جس سے ہمارے بچوں کی روزی چلتی ہے، جس سے عام کسان، عام آدمی کی روزی بنتی ہے، اس کو ہمیں اپنے ہاتھ سے آگ لگانا پڑے گی اور وہی جس پر ہم نے لاکھوں روپیہ لگایا، اس کو مل کو بھیجنا تو اور بات ہے، اس سے پیسے کمانا تو اور بات، اس کے اوپر ہم اپنی جیب سے دوبارہ پیسے لگا کر اپنی زمین سے نکالیں گے، یہی چیز تین سے چار سال پہلے ہو چکی ہے جس کی وجہ سے جناب والا، ڈی آئی خان کے اندر پوری ایک کروٹ آئی تھی کہ لوگ گنے کو کاشت ہی نہیں کرتے تھے، تو مہربانی کر کے اس پر ضروری توجہ دی جائے۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں ارباب عالمگیر صاحب کو کہ ان سے ہم نے ریکویسٹ کی، الحمد للہ انہوں نے کین والوں کو بھی کہا، ساروں کو کہا اور میں آپ سے بھی یہ کہتا ہوں کہ ایک تو سب سے بڑا ڈسٹرکٹ ہے، آپ کا ڈی آئی خان، اس کے اندر Crop پر Serious representation ہو، جن کو پتہ ہے کہ حالات کیا ہونگے، ان کو Representation دی جائے اور مہربانی کر کے میری اس ہاؤس سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ خدا کا نام لیکر ملیں چلائی جائیں، جناب والا، اسی لئے میں حاضر ہوا تھا۔

جناب سپیکر: یہ شوگر کین بورڈ میں آپ Representation چاہتے ہیں کہ Representation ڈی آئی خان کی نہیں ہے؟

جناب سمیع اللہ خان علیزئی: سر، میری عرض سنیں کہ پنجاب میں ڈیڑھ مہینہ پہلے انکا نوٹیفیکیشن نکل آیا، ڈیڑھ مہینہ پہلے جب ان کا نوٹیفیکیشن نکلا تو پندرہ دن ملز کو اس کی تیاری میں لگتے ہیں، تین سے چار دن پہلے مل بتا دیتی ہے کہ میں چلنے والی ہوں، تین سے چار دن پہلے کٹائی شروع ہوتی ہے سیزن کی۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، وہ بات تو ہم سمجھ گئے ہیں، آپ شوگر کین بورڈ میں ڈی آئی خان کی نمائندگی کی بات کرتے ہیں، اس میں ڈی آئی خان کی نمائندگی نہیں ہے؟

جناب سمیع اللہ خان علیزئی: سر، اگر نمائندگی ہے تو بس سیریس نمائندگی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ بات کو سنیں نا، بات نہیں سنتے پہلے جاتے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان علیزئی: سر، ہم اس لئے نہیں سنتے کہ ہمارے لئے اس کا تدارک کیا جائے، اس مسئلے کا سر اور اس پر Cut short کیا جائے اور ملیں چلائی جائیں سر، مہربانی کر کے سر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ریٹ۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان علیزئی: نہیں جناب والا، جب تک آپ انہیں نوٹیفیکیشن نہیں دیں گے کہ آپ مل چلائیں، یہ ریٹ ہے، تو آپ چلائیں۔

جناب سپیکر: یہ دو مختلف ایشوز۔۔۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان علیزئی: اگر ہم ریٹ پر ہی بحث کرتے رہ گئے تو ہماری جو کھڑی فصل ہے، وہ تباہ ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: آپ کو میں۔۔۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان علیزئی: سارے میرے سینیئر دوست بھی بیٹھے ہیں، آپ بھی سپیکر صاحب! بیٹھے ہیں، یہ ہمارے رزق کا معاملہ ہے، مہربانی کر کے اس کو سیریس لیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، آپ کو۔۔۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان علیزئی: اس سے ہمارے پورے ضلع کا رزق وابستہ ہے جناب والا۔

جناب سپیکر: آپ کو پورا میں موقع دینا چاہ رہا تھا لیکن آپ بہت زیادہ جلدی میں تھے، پورے ایشو کو آپ Confuse کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان علیزئی: جناب والا، اس سے آپ کو پتہ چلنا چاہیئے میری Urgency کا کہ اگر میں دس منٹ کیلئے اپنی باری پہلے چاہتا تھا تو آپ سوچ کریں کہ گنے کو جو آپ Delay کرتے جا رہے ہیں اس کی، ملیں چلانے کو Delay کرتے جا رہے ہیں جناب والا، تو اس وقت ہمارے کیا حالات ہونگے؟ تو سر، میں کہتا تھا کہ میں پانچ منٹ پہلے اپنی بات کروں، اپنے ڈسٹرکٹ کی بات کروں۔

جناب سپیکر: چلیں آپ کے دل کا بھڑاس تو نکل گیا، آپ ایشو کو حل نہیں کرنا چاہتے میرے خیال میں۔

جناب سمیع اللہ خان علیزئی: سر، میں ایشو کو حل کرنا چاہتا ہوں، ملیں چلائی جائیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تو آپ دوسروں کو بھی سنا کریں نا، تھوڑا سا بیٹھ جائیں۔ تھوڑا سا بیٹھ جائیں، میں آپ کا ایشو حل کرنا چاہ رہا ہوں اور آپ کی وہی ایک جگہ پر سوئی اٹکی ہوئی ہے۔ ہم آپ کا ایشو حل کرنا چاہتے ہیں، اس سلسلے میں آپ سے جو بات پوچھی جا رہی ہے اس کا جواب دے دیں تو آپ پھر وہی پرانا ترانہ شروع کر دیتے ہیں۔ Kindly دیکھیں، بات سنیں، آپ Young ہیں، جوان ہیں، آپ کا ایشو بالکل

Genuine ہے، ہاؤس کو سمجھ آ رہی ہے، سب کو سمجھ آ رہی ہے لیکن اس وقت ایشو صرف گڑ کا چل رہا تھا، اس کے بعد دوسرا ایشو۔۔۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان علیزئی: جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بات تو سنیں نا، بات تو سنیں، آپ بیٹھ جائیں۔ آپ کو پورا موقع اس پر مل رہا تھا، آپ کا Separate issue ہے کہ ملوں کو حکومت بہ زور چلائے، آپ یہی چاہ رہے ہیں نا؟

جناب سمیع اللہ خان علیزئی: حکومت ملیں چلائے، حکومت اپنی پالیسی واضح کرے، جو نوٹیفیکیشن دینا ہے، جو ریٹ دینا ہے، دے اور ملیں چلائے۔ ہم ڈیڑھ مہینے سے کین کا ریٹ ہی نہ دے سکے۔۔۔۔۔

جناب منور خان ایڈووکیٹ: جناب سپیکر صاحب! بات یہ ہے کہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی منور خان، پلیز۔

جناب منور خان ایڈووکیٹ: تھینک یو، سر۔ میرے دوست نے کہا ہے کہ ملوں پر کوئی پابندی نہیں ہے سر، ملیں ٹائم پر چلیں گی اور اس وجہ سے لیٹ ہیں کہ گنے میں ریکوری تقریباً 7% ہے تو اس طرف بھی سوچ یہ ہے کہ اگر ملیں سٹارٹ کر لیں تو 7% ریکوری سے کیسے وہ اپنا وہ پورا کریں گے تو اس وجہ سے گورنمنٹ نے ٹائم دیا ہوا ہے کہ یکم سے پہلے پہلے اپنی ملیں سٹارٹ کریں، تو یکم سے پہلے ملیں سٹارٹ ہو جائیں گی نا۔

مخدوم زادہ سید مرید کاظم شاہ: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جی مرید کاظم صاحب، مخدوم مرید کاظم صاحب۔

مخدوم زادہ سید مرید کاظم شاہ: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ سر، یہ سمیع اللہ خان نے جو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے، یہ بہت اہم پوائنٹ ہے جی۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں واقعی بہت Bumper crop ہے گنے کی اور جس میں اس نے کہا ہے کہ 2007 میں لوگوں نے اس کو آگ لگائی تھی، تو اب بھی یہ خطرہ ہے کہ اس طرح نہ ہو کہ پھر بھی ہمارے اوپر یہ نوبت آ جائے۔ سر، ڈی آئی خان کے لوگوں کا یہی مطالبہ ہے کہ ملیں چلائی جائیں، جو ریٹ آپ بعد میں پھر جب دیں گے، اس پر اس اطلاق ہو جائے گا لیکن ملیں نہیں چلیں گی تو سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ جو آخری سال کا گنا ہے، ہمارے لوگ یہ پہلے ملوں کو دیکر اس پر گندم کاشت کرتے ہیں، وہ گندم کی فصل ان لوگوں سے رہ جائے گی جی اور اس سے بہت بڑا نقصان ہو گا جی۔ ہماری یہ ریکویسٹ ہے کہ ملوں کو فوری چلایا جائے اس لئے کہ یہ گنا ہمارا چل جائے اور دوسرا ملوں کو پابند کیا جائے جی کہ جب تک گنا ڈی آئی خان کا ختم نہیں ہو گا، کوئی مل بھی بند نہیں ہو گی جی۔ یہ ایک Surety ان سے لی جائے جی، یہ بہت ضروری بات ہے سر۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ ابھی آپ کا۔۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان علیزئی: جناب والا! میری اس پورے ایوان سے ریکویسٹ ہے اور خصوصاً آپ سے کہ آپ اسے Delay نہ کریں، آپ اسے Maximum ایک یا دو دن میں مہربانی کر کے حل کریں۔ میں نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ پرسوں محرم ہے، تین دن کے بعد ڈی آئی خان Seal ہو جائے گا، پھر یہ بات ڈیڑھ ہفتے کے بعد تک چلی جائے گی سر۔ سر، مہربانی کر کے ہمارے اوپر رحم کریں اور یہ ملیں چلائی جائیں۔ اگر ایک دو دن میں جو بھی Decide کرنا ہے تاکہ ہمارے سر کے اوپر جو گنا مسلط ٹھہرا ہوا ہے، اسے کاٹ کر اپنی جگہ تک پہنچائیں۔

جناب سپیکر: جی، مفتی کفایت اللہ صاحب۔

مفتی کفایت اللہ: شکریہ جناب سپیکر۔ میں اس بات کو بہت اچھی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ جب بھی صوبے کے اندر ایسا اہم مسئلہ پیدا ہوا ہے تو آپ نے اس کو بھرپور توجہ دی ہے اور آپ کی توجہ کی وجہ سے بعض مسائل جو مدتوں میں حل نہیں ہو سکتے، وہ الحمدللہ بہت جلدی حل ہوئے ہیں اور حکمران انکی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر، جو ایشو اکرم خان درانی صاحب نے اٹھایا ہے اور محمد علی شاہ باچا نے اٹھایا ہے، میں اس کو Second کرنا چاہتا ہوں اور چند معلومات شیئر کرنا چاہتا ہوں۔ 2009-10 کی Crop Reporting Service کے مطابق، انکی جو رپورٹ ہے، صوبہ سرحد میں 45 لاکھ 66 ہزار ایکڑ زمین قابل کاشت ہے اور اس میں 2 لاکھ 49 ہزار ایکڑ پر گنا کاشت ہوتا ہے۔ اسی رپورٹ میں 2009-10 میں 4 لاکھ 86 ہزار ٹن ہمارے صوبے کی پیداوار ہے اور گنے میں جو ہماری غذائی ضرورت ہے، اس کا جو تخمینہ لگایا گیا ہے، وہ 6 لاکھ 18 ہزار، اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک لاکھ 32 ہزار ٹن ہمارے صوبے کی ضرورت مزید ہے۔ اب ہمارا صوبہ اس قابل نہیں ہے کہ اپنی ضرورتیں ہم پوری کر سکیں، اس کیلئے ہمیں اقدامات کرنا پڑیں گے لیکن اس پر افسوسناک بات یہ ہے کہ وفاق نے پابندی لگا دی ہے۔ وفاق کی پابندی کو میں اس نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ جو افغانستان کے راستے جو مڈل ایسٹ کی منڈی ہے، وہاں صوبہ سرحد کے کاروباری لوگ پہنچ نہ پائیں۔۔۔۔

ایک آواز: خیبر پختونخوا۔

مفتی کفایت اللہ: خیبر پختونخوا کے لوگ، جناب سپیکر، میں نہیں سمجھتا کہ وہ کونسی بات رکاوٹ ہے جس کی بنیاد پر وفاقی حکومت متوجہ نہیں ہوتی اور صوبائی حکومت کی مصلحت آمیز خاموشی، اسکا بھی ہمیں اندازہ نہیں ہوتا۔ میں صوبائی حکومت کو متوجہ کرنے کیلئے ترجیحات بتاتا ہوں۔ پہلی ترجیح ہے چارسدہ، دوسری ترجیح ہے مردان اور تیسری ترجیح ہے ڈیرہ اسماعیل خان اور یہ قیادت کے اعتبار سے بڑے اہم اہم اضلاع

ہیں۔ اگر یہ تین اہم اضلاع بھی ہماری صوبائی حکومت کی توجہ کو مبذول نہیں کر سکتے تو پھر میں کونسے طوفان کولے آؤں، پھر کونسے دریا کولے آؤں کہ وہ متوجہ ہونگے؟ (تالیاں) جناب سپیکر، یہ بتانے کی کیا ضرورت ہے کہ یہاں ایک مخلوط حکومت ہے اور وہ مخلوط حکومت سپورٹ کرتی ہے وفاق کی حکومت کو، اور بتانے میں کیا مضائقہ ہے کہ دونوں ایک جیسی حکومتیں ہیں۔ انہوں نے یہ بھی طے کیا ہے کہ ہم آئندہ ایلکشن میں ایک ساتھ جائینگے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ دو الگ پارٹیاں نہیں ہیں، تقریباً ایک پارٹی ہیں، صرف یہ کہ وہ ضم نہیں ہوئیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں، میرا یہ خیال ہے کہ اگر ہم اپوزیشن والے جائینگے حکومت کے پاس، ہمیں وقت لینا پڑے گا، وزیراعظم صاحب کی مصروفیات ہونگی، آپ کے ساتھ تو ہاٹ لائن پر وزیراعظم موجود ہیں، پھر آپ کیوں رابطہ نہیں کرتے؟ میری یہ رائے ہے کہ چونکہ یہاں کسان متاثر ہوتا ہے، زمین والے لوگ، کاشتکار متاثر ہوتے ہیں، لہذا اس مسئلے کو سیاست کے بھینٹ نہ چڑھایا جائے۔ اپوزیشن نے الحمد للہ ہمیشہ کیلئے تعاون کیا ہے، آج بھی اکرم خان درانی صاحب نے اس کے لئے بہت اچھی Move کی ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک جرگہ تشکیل دیا جائے جس میں ہماری طرف سے بھی لوگ ہوں اور ان کی طرف سے بھی لوگ ہوں اور خیبر پختونخوا کے لوگوں کی ایک آواز وہاں پہنچائی جائے تاکہ یہ مسئلہ جلد حل ہو جائے اور ہماری جو اچھی مارکیٹ ہے، اس سے فائدہ اٹھایا جائے اور خدا نخواستہ اگر ہم نے اس میں سستی کی تو آنے والے ایلکشن میں پھر لوگ ہمیں گرڈ کھائیں گے اور ہمارا ساتھ نہیں دیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ مفتی صاحب۔ اور کوئی تو نہیں بولنا چاہتا؟ ہاں، امتیاز خان۔

ارباب ایوب جان (وزیر زراعت): جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: اودریږه امتیاز خان واورو، ارباب صاحب! بیا به تاسو جواب ورکوئ۔ جی امتیاز خان شاګئ صاحب۔

جناب امتیاز خان شاگئ: ډیره مهربانی جی۔ دوئ ټولو تقریباً خپله خبره خو اوکړله، د ملونو ټول عمر دغه دا وی چه زه په مل کښے ډیر وخت پاتے شوے یم، ما ته د هغے تجربه شته ځکه چه دوئ څنګه دغه اوکړو چه ریکوری کمه ده، ریکوری تقریباً د دس اکتوبر نه دا Recovery campaign شروع کیږی، هغے وخت کښے د چار نه ریکوری شروع کیږی، چه څومره موسم یخیږی دومره ریکوری سیوا کیږی۔ دغه چه څومره ریټ فکس کیدل چه دی، دا جی په 8.5% باندے فکس کوی، د هغے ریکوری Bench mark چه دے نو دا 8.5% دے۔ د هغے نه سیوا

چه څومره، هر0.1% باندے ، دا اوسنے ریټ خو ماته نه دے معلوم ځکه چه دوئ 150 روپئ چالیس کلو ریټ فکس کړے دے۔ په هغے باندے دوئ کوالټی پریمیم ورکوی چه کوم هغه د فیډرل ګورنمنټ نه راځی۔ نورکله چه به کوم دوئ ریټ ورکولو 338 روپئ، 340 روپو پورے چه کوم ریټ دوئ ورکړے دے ، هغے کښے به ئے جی هغه کوالټی پریمیم ایډوانس کښے ورکړو او هغه به هغوی وروستو Receive کړو خو زمیندار ته به ئے ایډوانس نه ورکولو۔ اوس چه کوم ریټ دوئ فکس کړے دے 150 روپئ Per 50 Kg، په هغے کښے ریکوری تقریباً زما په خیال چه دلته زیات میجارټی دا زمیندار دی، د هغے ریکوری د هر یو چه ده، هغه تقریباً نن سبا میجارټی ګنے چه دے ، هغه PP 77400 کاشت کیږی، د هغے ریکوری د 10% نه یو ځائے کښے هم کمه نشته دے ، پکار ده چه د هغے ریکوری باندے هغوی Base کړے وے یا ملونو والا د داسے اوکړی چه په کانټو باندے د هغوی چه کومے Averages دی، په هغے باندے د مشینان اولګوی چه د هغے ریکوری باندے هغه ریټ فکس کوی چه کوم یو زمیندار ګنی د ښه کوالټی وی چه هغه ته زیات ریټ ملاویږی او چه د کوم یو کمزوری وی چه هغه ته کم ملاویږی۔ دغه شان بیا د ګوړے خبره چه ده، ګوړه زیاته چه ده نو دا په ایجنسو کښے یا په داسے یخو ملکونو کښے هلته د هغے سټوریج ډیر اسان وی، چینی نه سټور کیږی، زیاته ګوړه چه ده نو دا په یخو ځایونو کښے خرڅیږی، د هغے مارکیټ هلته وی۔ چه دا څو پورے د ایکسپورټ اجازت نه وی ورکړے شوے، د ګوړے دا مارکیټ به هم دغه شان روزانه دغه کیږی او دا به Saturation کیږی، ریټ به ورځ تر ورځه غورزیږی۔ بل ورسره د روزګار مسئله هم ده، هرے ګانړئ کښے شپږ اووه، اته کسان مزدوری کوی، دغه به هم بند شی۔ مهربانی اوکړئ دے ځائے نه دا یو فیصله اوکړئ چه هغه هر ځائے نه وی، فیډرل ګورنمنټ نه وی، پراونشل ګورنمنټ نه وی چه یو Message لاړ شی چه مونږ ټول یو شان یو په دیکښے۔ ډیره مهربانی۔

جناب سپیکر: جی ارباب صاحب، ستاسو څه رائے ده جی، په دے خبره باندے ؟

وزیرزراعت: جناب سپیکرصاحب! ټولو نه مخکښے خو زه ستاسومشکور یمه چه تاسو هم دګوړے نرخ کښے او دے ګوړے باندے پابندی چه لګیدلے ده، دے باندے یو قدم پورته کړو، میټنګ مو رااوغوښتو، ملز اونرز راغلل، محکمے

والا راغلل او بیا تھول، اب میں سب اپنے بھائیوں کا مشکور ہوں کہ جو مسئلہ یہاں ایوان میں اٹھایا گیا ہے، یہ نہایت ہی اہم ہے، تو یہ دو حصوں پر تقسیم ہے۔ ایک حصہ پہلے یہ کہ گڑ کی ایکسپورٹ پر پابندی لگا دی ہے فیڈرل گورنمنٹ نے، ایک مسئلہ یہ ہے۔ دوسرا گنے کی قیمت کا ہے، تو پہلے محمد علی شاہ باچا صاحب نے اور اکرم درانی صاحب نے اور مفتی صاحب نے یہ قرارداد کی ایک شکل میں لایا۔ تو جناب عالی! گڑ کا Consumption، جو ہمارے Analysis ہیں ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کے، 60% گڑ جو ہے، وہ ہمارے صوبے میں استعمال ہوتا ہے، Including Tribal area، 30% گڑ بلوچستان کو جاتا ہے، پیچھے رہ گیا 10%, 10% گڑ افغانستان کو جاتا ہے اور سنٹرل ایشیئن سٹیٹس کا جاتا ہے، تو پچھلی دفعہ اگر جناب سپیکر صاحب! آپ کو یاد ہو کہ فیڈرل گورنمنٹ نے پابندی لگائی تھی گڑ کی ایکسپورٹ پر تو وزیراعلیٰ صاحب نے اسی ہاؤس میں یہاں پر یہ اعلان کیا تھا کہ ہم اس پابندی کو نہیں مانتے ہیں، ہمارے اپنے حالات ہیں اور 75% لوگ جو ہیں، ان کا دارومدار زراعت پہ ہے تو ہم کسی طریقے سے بھی لوگوں کو، زمینداروں کو خفا نہیں کر سکتے ہیں، تو ایک Unanimous قرارداد آجائے گی ہاؤس کی طرف سے اور پچھلی دفعہ جو ہوا تھا تو ہماری صوبائی حکومت نے فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے جو پابندی عائد کی گئی تھی، اس کو Ignore کر کے اپنے زمیندار بھائیوں کو یہ اجازت دی کہ وہ، اور 10% سے کیا بنتا ہے سپیکر صاحب؟ یہ ہمارے اعداد و شمار ہیں، اگر کوئی فیڈرل گورنمنٹ چیلنج کرے تو ہم تیار ہیں، ہمارے یہی اعداد و شمار ہیں کہ 60% اور 30% جو ہے، وہ اس ملک میں استعمال ہوتا ہے اور 10% اگر جائے تو وہ بھی ہمارے بھائی ہیں، تو اگر کوئی پابندی لگائیں یا نہ لگائیں لیکن ہم اس پابندی کو نہیں مانتے ہیں۔ ہمارا ہاؤس (تالیاں) ہمارا ہاؤس ہمارے سامنے بیٹھا ہوا ہے، تو یہ بھی بہت اچھا ہوا کہ ایک قرارداد مشترکہ آجائے گی اور وہ فیڈرل گورنمنٹ انشاء اللہ اس پر بھی عمل درآمد کرے گی۔ دوسری بات گنے کی قیمت ہے، یہ For the first time جیسے مخدوم صاحب اور علیزئی صاحب نے فرمایا کہ یہ حقیقت ہے جناب سپیکر صاحب، کہ 2007 میں لوگوں نے گنا جلا دیا تھا اپنے کھیتوں میں، ڈیرہ اسماعیل خان میں کیونکہ ملیں جو تھیں، وہ لیٹ شروع ہوئی تھیں اور مل کی کوئی پالیسی نہیں تھی جب بھی ملز اونرز جس وقت چاہتے تھے، مل شروع کر دیتے تھے بس، گزشتہ 2008 سے پہلے یہ ملیں جو تھیں، یہ Mid of December یا جنوری میں لوگ شروع کر دیتے تھے لیکن ابھی ہماری جو Farmer Associations ہیں، جو تنظیمیں ہیں، ان کے ساتھ میری بہت میٹنگز ہوئیں، پھر چیف منسٹر صاحب کے ساتھ ہماری میٹنگز ہوئیں اور میں مشکور ہوں وزیراعلیٰ صاحب کا کہ ہم نے ایک مثبت پالیسی گنے کے متعلق اس صوبے کو دی۔ نمبر ایک یہ ہے کہ ملیں جو ہیں، اس میں ہم نے قانون بھی بنایا ہے، اگر ایک ملز اونر جو ہے، وہ اپنی مل لیٹ شروع کرنا چاہتا ہے تو

ہم نے یہ کہا کہ یہ لیٹ نہیں کرے گا، نومبر کے دوسرے ہفتے میں ہر ایک مل شروع ہو گی اور وہ اگر نہ شروع ہوئی تو ہم اس مل کو Blacklist کرینگے، نمبر ایک، نومبر یعنی نومبر جی۔۔۔۔

جناب سپیکر: نومبر، نومبر، اسی نومبر میں؟

وزیر زراعت: اسی نومبر میں جی۔ ہاں، ہمارے صوبہ خیبر۔۔۔۔

جناب سپیکر: اگر نہیں چلائی گئی تو Blacklist ہو جائے گی؟

وزیر زراعت: ہاں جی۔ یہ ہم نے پورا قانون دیکھا ہے اور قانون سازی کی ہے۔ دوسری جناب سپیکر صاحب، بہت بڑی خرابی جو تھی، وہ یہ تھی کہ زمینداروں کو Payment in time نہیں ہوتی تھی۔ دوسری جو وزیر اعلیٰ صاحب نے پالیسی دی گنے کیلئے تو ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ With in a week، ایک ہفتے کے اندر اندر زمیندار کو Payment ہونی چاہئیے اور میں مشکور ہوں اور اللہ تعالیٰ کا زیادہ مشکور ہوں کہ گزشتہ سال ایک ہفتے یا زیادہ سے زیادہ دو ہفتوں کے اندر یہ Payment ہوئی ہے اور یہ تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ پہلے سال سال تک زمیندار ملوں کے چکر لگاتے تھے لیکن آپ کو معلوم ہے جناب سپیکر صاحب، کہ پچھلی دفعہ نو مہینے، آٹھ مہینے، نو مہینے صرف خزانہ شوگر ملز نے Payment نہیں کی تھی۔ آپ کو پتہ ہے، آپ نے بھی احتجاج کیا تھا، ہمارے پشاور کے زمینداروں نے بھی احتجاج کیا تھا تو ڈی سی او کو میں نے کہا کہ آپ جائیں اور جو چینی ہے، وہاں پہ گوداموں میں پڑی ہے، اس کو Seal کر دیں، اگر ایک ہفتے کے اندر یہ Payment نہیں کرتے ہیں تو ہم اس کو اوپن مارکیٹ میں نیلام کر کے یہ پیسے ہم زمینداروں کو دینگے، تو وہ بھی بہت ہی جلد ہوئی تھی۔ تیسری جناب عالی، یہ پالیسی بنی کہ زمینداروں کو یہ تکلیف تھی کہ گنے میں کٹوتی بہت ہوتی تھی اور زمیندار کہتے تھے کہ ان کا کانٹا خراب ہے یا ہم سے کٹوتی بہت زیادہ ہے تو ہم نے Vigilance committees پہلے بھی بنائی تھیں اور ابھی بھی ہم نے بنائی ہیں اور انشاء اللہ و تعالیٰ ان Vigilance کمیٹیوں کی وجہ سے آج زمیندار سے یہ آواز نہیں اٹھ رہی ہے کہ مل میں کٹوتی ہوتی ہے، یہ آواز ابھی آپ کبھی بھی نہیں سنیں گے کہ زمیندار سال سال تک انتظار کرتا تھا، تو وہ اپنی محنت اور مشقت غریب پیسوں کیلئے کرتا تھا۔ ابھی گڑ جو ہے، شاگئی صاحب نے بڑی اچھی معلوماتی تقریر کی اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ 10% ریکوری ہے، بالکل سو فیصد میں ان سے متفق ہوں کہ ڈیرہ اسماعیل خان میں 12% ریکوری ہے، 12% اور ہماری یہاں پر پشاور ویلی میں مردان، چارسدہ، پشاور یہاں پر 10% ہے۔

جناب سپیکر: یہ Certified ہے کہ ڈی آئی خان 12% ہے اور پشاور ویلی اور یہ ہماری 10% ہے؟

وزیر زراعت: مسٹر سپیکر سر، بات یہ ہے کہ آپ نے میٹنگ کی تھی ان کے ساتھ تو اس میں آپ کو پتہ چل گیا ہو گا کہ وہ نہیں مانتے لیکن یہاں پر ریسرچ ہماری جو ہے، اس کا ڈائریکٹر جنرل یہاں پیچھے بیٹھا ہوا

ہے، ہم نے ریسرچ کی ہے لیکن ابھی ہم نے ملزمالکان کو کہا ہے کہ ڈیرہ اسماعیل خان میں پانچ ملیں ابھی چل رہی ہیں، یہاں دو ملیں چل رہی ہیں، جو گنا آئے گا جو ہماری ورائٹی ہے 77400 اور دو تین ورائٹیز ہیں، اس کی ہم موقع پر ریکوری کر کے ملزمالکان پر Prove کرینگے کہ یہ 10% ہے یہاں پر اور انشاء اللہ ڈیرہ اسماعیل خان میں ہم یہ ثابت کرینگے ملزاونرز کے سامنے کہ یہاں پر 12% ہے اور یہ جو Payment کرتے ہیں، ریکوری پہ فی پوائنٹ تو وہ 25.25 روپے دیتے ہیں تو ابھی جو موجودہ جو حالات میں انہوں نے 150 روپیہ 40 Kg مقرر کیا ہے نرخ، فیڈرل گورنمنٹ نے، Supporting price جو ہے، وہ 125 تھی، 150 ہو گئی ہے تو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تو Basic price ہے نا، Basic price ہے؟

وزیرزراعت: ہاں Basic bench mark جو Basic۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: Bench mark ہے، یہ کوئی پابندی تو نہیں ہے؟

وزیرزراعت: 125 تھی تو 150 ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: اس سے کم نہیں لینگے؟

وزیرزراعت: جی اس سے کم نہیں لینگے، قطعاً جی۔

جناب سپیکر: لیکن مارکیٹ کے حساب سے جتنا بھی High لینا چاہیں تو وہ لے سکتے ہیں، جس طرح Last year لیا تھا۔

وزیرزراعت: جناب سپیکر، جب پچھلی دفعہ سیلاب آیا تھا، آپ کو پتہ ہے اور گنا خراب ہو گیا تھا، ملزاونرز کو یہ ڈر تھا اور چینی کی قیمت مارکیٹ میں اس وقت جو تھی، یہ Eighty روپے Per kg تھی اور یہ ملزاونرز جو تھے، وہ یہ سوچ رہے تھے کہ ہمیں بہت زیادہ منافع ہو گا اور انہوں نے منافع کیا بھی ہے لیکن انہوں نے جو گنا لیا ہے تو وہ تقریباً 280، 290 تک جو ہمارے ریکارڈ پر ہے، وہ انہوں نے Per 40 Kg خریدا ہے کیونکہ ان کو احساس ہے کہ مارکیٹ میں پرائس بہت زیادہ ہے اور ہم Deprive ہو جائینگے تو اس لئے انہوں نے یہ Payment کی۔ اس دفعہ جو حالات ہیں، یہ بھی ہمارے اعداد و شمار میں ہے کہ گزشتہ تیرہ سال میں گنے کی اتنی اچھی پیداوار نہیں ہوئی ہے جو اس سال ہوئی ہے، یہاں میرے ساتھ زمیندار شاگئی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے بھی یہ کہا کہ اس دفعہ، آپ نے جو تقریر کی، اس سے مجھے معلومات زیادہ ہو گئیں، مجھے فائدہ پہنچ گیا تو اس میں فصل بہت اچھی ہوئی ہے مسٹر سپیکر سر، اس کی وجہ سے گڑ بھی اچھا نکلے گا اور ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہماری ملیں بھی چلیں، ہم یہ کبھی بھی نہیں کہتے کہ ہماری ملیں بند ہوں کیونکہ وہاں بھی لوگوں کا روزگار ہے اور ہماری فصل زیادہ تر مل والے ہی اٹھاتے ہیں تو ایک میٹنگ میں نے

کی، پھر سب کمیٹی ہم نے بنائی، پرائس فکس کرنے کی جو پھر پراونشل لیول پر کرتے ہیں اور جو Recommendation چیف منسٹر صاحب کو بھیجتا ہے تو وہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ ہے، تو اس کا جواب فوڈ ڈیپارٹمنٹ کو دینا چاہیئے لیکن Cabinet is collectively responsible for this problem تو ابھی ہم نے جو Recommendation دے کر اور ان کو مجبور کرکے ہم نے یہ Recommendation دی ہے اور جو آپ نے ان کے ساتھ میٹنگ کی تھی اور آپ کو بہت اچھی طرح پتہ ہے کہ وہ ایک پیسہ بھی آگے نہیں جارہا ہے لیکن ہم نے کہا ہے کہ 170 روپے Per 40 Kg آپ لینگے، آپ مانیں یا نہ مانیں ورنہ ہم گڑ نکالیں گے اور Facilities ہماری گھانیوں کیلئے دینگے کہ گڑ زیادہ نکلے لیکن ابھی وہ مجبوری سے فائدہ اٹھارہے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ زمیندار کے پاس گنا زیادہ ہے لیکن ہمارے پاس Alternatives ہیں۔ ایک Alternative یہ ہے کہ ہم گڑ نکالیں لیکن پشاور کے ارد گرد یا چارسدہ کے ارد گرد، مردان کے ارد گرد ہمارے جو As a fodder گنا استعمال ہوتا ہے، وہ بھی میرا خیال ہے آپ کو بہت اچھی طرح پتہ ہوگا کہ 80 اور 90 ہزار روپے پہ جریب As a fodder بکتا ہے، تو ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے گزشتہ فصل بہت کم تھی، مارکیٹ میں چینی کی قیمت بہت زیادہ تھی تو ملز مالکان نے یہ قیمت بڑھائی اور وہ اپنی مرضی سے لیتے رہے لیکن اس دفعہ ہم Recommendations فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے Through چیف منسٹر کو بھیجیں گے کہ قیمت 170 روپے 40Kg دی جائے لیکن ابھی It`s not final۔ ملز اونرز تو آپ کو پتہ ہے، اگر ان کو ضرورت ہوئی اور جب مارکیٹ میں قیمت زیادہ ہوگی چینی کی اور گنا ہمارا گڑ بنے گا تو Naturally پھر وہ قیمت بڑھائینگے تو جیسے علیزئی صاحب نے فرمایا تو میں نے اس کی بات بھی کی تھی فوڈ کمشنر سے، کین کمشنر سے کہ آپ ڈیرہ اسماعیل خان کی ملیں چلائیں، قیمت جو فکس ہوگئی، وہ پھر آپ لیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم پرچے پر کیا لکھیں گے؟ تو وہ ابھی ملز نہیں چلارہے ہیں لیکن سمری اس کی آج یا کل چیف منسٹر کے پاس چلی جائیگی، ہماری Recommendation کے ساتھ، پہلے فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے جو بھیجی ہے، وہ 150 kg ہے لیکن ہم نے کہا کہ نہیں 170 ہونی چاہیئے، وہ ملز اونرز جو ہیں، ملز اونرز ہمارے ساتھ Agree نہیں ہورہے تھے لیکن ہم نے 170 کیونکہ یہ بھی کم لیکن مجھے امید ہے کہ جیسے گڑ کی گھانیاں زیادہ چلیں گی، ملز اونرز مجبور ہونگے کہ وہ خود زیادہ خریدیں تو میں جناب سپیکر صاحب، نمائندہ ہوں آپ کا اور زمینداروں کا اور مشکور ہوں آپ کا بھی کہ آپ نے اس میں بڑی دلچسپی لی، سب ہاؤس کا بہت مشکور ہوں کہ یہ اہم مسئلہ ہے کیونکہ یہ ہمارا روزگار ہے، تو وزیر اعلیٰ صاحب نے جو پالیسی بنائی، وہ بالکل ٹھیک پالیسی ہے اور اس پر بالکل ٹھیک سو فیصد عمل درآمد ہو رہا ہے۔ شکریہ جی۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ میں عید سے پہلے جانوروں پر جو پابندی لگائی گئی تھی، میاں افتخار صاحب! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں، اس کی مصیبت کا نزلہ اس گڑ پر بھی پڑ رہا ہے ورنہ یہ راستے کبھی بند نہیں ہوتے تھے۔ آپ نے۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ایک منٹ جی، ذرا مجھے بولنے دیں، آپ لوگوں نے کافی بول لیا نا، اس کو Wind up بھی کرنا ہے۔ کل میری معلومات کے مطابق دو سو پچاس روپے من بھی گنا، چارسدہ کے گڑ والے آئے تھے اور یہ متھرا Village ہے ورسک روڈ پہ، دو سو پچاس روپے پر فی من گنا ادھر خرید اگیا۔ ابھی ایک سو پچاس، ایک سو ستر روپے میں زمیندار بیچارا کیا کرے گا؟ تو اس سلسلے میں دوٹوک بات ہونی چاہیئے میاں صاحب!

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): جی۔

جناب سپیکر: ابھی آپ حکومت کی طرف سے جس طرح وزیر اعلیٰ صاحب نے پہلے کھل کر ادھر اس ہاؤس پہ ایک زبردست کھلی اس میں اور مفتی، کدھر گیا ہے مفتی کفایت اللہ صاحب، مفتی کفایت اللہ صاحب کہاں گئے؟ اچھا آج ادھر سے دروازے بند ہیں، آپ لوگوں نے نکلنا نہیں ہے جب تک زمینداروں کا، اکرم خان درانی صاحب نے مسئلہ اٹھایا ہے اور طہماش خان نے اور محمد علی شاہ باچا نے اور یہ پورے ہاؤس نے اب اٹھالیا، آج کوئی فیصلہ ادھر کر کے آپ نکلیں گے۔ میاں افتخار حسین صاحب! پلیز۔

وزیر اطلاعات: ډیرہ مہربانی جی، ستاسو شکریہ۔ د ټولو نہ اول خو چہ ملگرو دا کومہ مسئلہ را اوچتہ کړے دہ، د هغوی مشکور یو چہ ډیرہ اهم مسئلہ دہ او بیا ورپسے د ارباب صاحب ډیر زیات مشکور یو چہ Technical Language کښے هغہ پہ ډیر تفصیل سرہ ډیر ښہ جائز جواب ورکړو۔ څہ خبرے داسے وی چہ زمونږ سادہ غوندے انداز بہ وی چہ هغہ د دے وخت ضرورت دے او د ټولو نہ اول چہ کوم د وزیر اعلیٰ صاحب اعلان وو، هغہ اعلان اوس هم Stand کوی، مونږ دا پابندی نہ منو او پہ دے باندے بہ باقاعدہ زہ، ځکہ د وزیر اعلیٰ صاحب د حکم د جاری کیدو نہ پس بیا مرکز مونږ تہ څہ وئیلی نہ دی۔ د دے مطلب دے چہ د مرکز مونږ سرہ دا صلاح شتہ چہ هغہ ټول پاکستان کښے پابندی لگوی خو مونږ چہ نہ وہ منلے مونږ سرہ Agree وو، لهذا هغہ ایگریمنټ تر اوسہ پورے شتہ، نو دا پابندی پہ مونږ نہ لاگو کیږی، هم هغہ د وزیر اعلیٰ صاحب آرډر بہ بدستور دلتہ چلیږی او دا پابندی کہ پاکستان کښے بل ځائے وی خو زمونږ صورتحال داسے دے چہ مونږ کوم ماحول نہ تیریږو، هغہ هم د دهشت گردئ پہ حوالہ مرکز

مونږ سره مهربانی کړے وه، لهذا د دغه مهربانئ په رڼا کښے زه د وزیر اعلیٰ صاحب هغه بیان اوس هم هم هغه رنګ ګڼړم او په دے پابندی نشته دے او نه مونږ پابندی منو او هم هغه به روانه وی خو زه دے بلے خبرے له راځم چه کوم بیخی زمونږ اختیار کښے دے او هغه دا تاسو چه ورته اشاره اوکړه، یو خو د ایکسپورټ خبره ده خو چه ټرائیبل بیلټ ته نه ځی، په دے باندے نو زیات تاوان او نقصان کیږی، لهذا دا زمونږه دلته انتظامیے والاهم ناست دی او د دے ځائے نه هدایات دی چه د ګوره به پالیسی داسے خپلول غواړی چه زمونږ زیات تر خلق زمینداره دی، اوس چه زه خپله پالیسی داسے جوړوم چه زما پبلک Affect کیږی، ما که په ځناورو پابندی لګولے ده نو هغه د پبلک د پاره مے لګولے ده چه پبلک ته فائده ده۔ په ګوره پابندی پبلک ته تاوان دے، لهذا دا پابندی نشته دے او ګوره چه کوم دے نو اجازت دے او ګوره ټرائیبل بیلټ ته هغوی وړے شی، لهذا دلته مونږ څومره انتظامیه چه په کوم کوم ځائے کښے ولاړه وی او هغه چه دلته چیکنګ کوی او ګوره ټرائیبل ته ځی نو هغه به بندوی نه بلکه دا د ګورنمنټ د پالیسئ په رڼا کښے به اجازت ورکوی او باقاعده هغوی خپله ګوره هغه ځائے ته اوړے شی۔

جناب سپیکر: *یہ میڈیا کے دوست میاں صاحب کی ہدایت کو جو انتظامیہ کو دے رہے ہیں، یہ بہت بڑے لفظوں میں Highlight کریں۔ جی میاں صاحب۔*

وزیر اطلاعات: او بل جی، خاصکر که د ګنی په حواله چه دوئ د شوګر ملز خبره اوکړه، ارباب صاحب ورله ډیر ښه جواب ورکړو۔ د موسم په لحاظ ګنے، یخنی چه ترڅو پخه شوے نه وی نو ګنی کښے جوس ډیر زیات وی خو په هغے کښے چینی کمه وی، دا یو قدرتی خبره ده او دے ځل له زمونږ د یخنئ موسم داسے دے چه تر اوسه پورے خلق په واسکټو کښے ګرځی یا په ساده کپړو کښے نو چه ترڅو یخنئ پوره زور نه وی کړے نو که په ګنی کښے هرڅومره رس وی، لکه چه دے وائی ډیر ښه شوے دے خو هغے کښے چینی نه جوړیږی، لکه او به پکښے بیا زیاتے سوزی او خواږه پکښے کم پاتے کیږی، لهذا یو ټیکنیکل مسئله ضرور شته دے خو څنګه چه احکامات دی نو د ملز خلقو ته دا اختیار په دے بنیاد نشته چه دے به تش ګټے له چلوی، بیا به وخت راځی او دے به ئے چلوی نو دے به صرف خپلے ګټے له چلوی؟ څه خبرے د قوم په مفادو کښے وی او د قوم په مفادو

کبنے دا خبره ده چه دے د مل زرتر زره چالو کړی ګنی نو دا د ارباب صاحب چه کومه خبره ده، پکار ده چه بیا مونږ هغه خبره اوکړو چه دا مل Seal کړو او چه کوم مل چلیږی نو چه بنه وخت راشی نو هم هغه مل به چلیږی، چه دے بد وخت کبنے مل ما سره ملګرتیا نه کوی دا مل به بند وی او بنه مل چه دا اوس کوم ما سره ملګرتیا کوی، دے به په بنه وخت کبنے چلیږی۔ دا هم د ګورنمنټ د پاره یو حصه به وی او ارباب صاحب دلته ناست هم دے، دوئ وائی چه وزیراعلیٰ صاحب ته مو سمری لیږلے هم ده، مونږ دے مل والا ته هدایات کوؤ چه کوم زمونږ په Jurisdiction کبنے راځی او کوم د دے صوبے دی، هغوی د نور صبر نه کوی چه زما ګنے Affect کیږی او سبا ئے زمیندار سوزوی نو نیغ په نیغه مونږ د دے هڅو انتظار نه کوؤ چه بل میټینګ به کیږی۔ که د ریټ مقرریدو خبره وی نو ارباب صاحب اووئیل که مرکز 150 مقرر کړے دے، مونږ ه 170 ته تیار یو۔ که نور مونږ سره Negotiations دوئ کوی، هغے ته هم ورسره تیار یو، د مل مسئله به هم حل کوؤ خو اول دا خبره چه مل والا به اول مل چالو کوی چه زما مارکیټ نه ګنے اوچت شی او زما د زمیندار مسئله حل شی، پس د هغے مونږ مل سره کبنینو او بیا دا مسئله ورسره حل کوؤ۔

جناب سپیکر: *اور نہ، نرخ نہ لکھا کریں، خیر ہے بلیک پرچی دیا کریں لیکن مل چالو کریں۔*

وزیر اطلاعات: بالکل جی مونږ مل والا تنګوؤ نه، مونږ مل والا ته ریکویسټ هم کوؤ خو ورته هدایات هم کوؤ ځکه چه دا اوس قومی مسئله ده، چه که فرض کړه دا مسئله ماته راځی او کرائسس راځی او نوے فیصد، اسی فیصد زما د صوبے خلق ورسره Affect کیږی نو زه بیا د یو څو ملز د ګټے انتظار نه شم کولے، بیا دا یو خبره ده چه ارباب صاحب دلته ناست دے، د ډیپارټمنټ انچارج هم دے، د حکومت په حساب زمونږ ټوله ذمه واری هم جوړیږی، چه کوم مل ما سره دے وخت کبنے کوآپریشن نه کوی، پکار ده چه مونږ ئے Seal کړو او چه یو بنه وخت راشی نو په هغه بنه وخت کبنے هغه مل له زه توجه ورکړم چه کوم مل ما سره په دے وخت کبنے ملګرتیا کوی او بطور سزا به بیا هغه مل Seal وی، لهذا هدایاتو باندے د عمل اوشی، چه نه کیږی نو بیا به مونږ د هغوی خلاف اقدامات کوؤ۔ مهربانی۔

جناب سپیکر: جی اکرم خان درانی صاحب۔ شکریہ میاں صاحب، Thank you very much۔ ایک بڑا اچھا مسئلہ تھا اور آپ نے اچھے طریقے سے Wind up کیا۔ جی، اکرم خان درانی صاحب۔

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): محترم سپیکر صاحب! سب سے پہلے تو میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور ہم نے، سب دوستوں نے اس مسئلے کو اٹھایا، اس کے بعد گورنمنٹ کا مشکور ہوں کہ انہوں نے یہاں پر جس طریقے سے، جس انداز میں فیصلہ کن بات کی تو میں گورنمنٹ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ابھی بات یہ ہے کہ یہاں پر ایک ریزولیوشن موؤ ہوئی تھی تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کو ہم ابھی چھوڑتے ہیں کیونکہ گورنمنٹ نے ابھی فیصلہ کیا کہ ہم اس فیصلے کو مانتے نہیں ہیں، ابھی اگر ہم ریزولوشن کو بھیجتے ہیں تو اس کی نفی ہوگی کیونکہ Already ایک بات جو ہم نے آپس میں کی اور گورنمنٹ کا میں مشکور ہوں کہ انہوں نے یہاں پر اعلان کیا کہ ہم اس پابندی کو نہیں مانتے، تو ایک تو اس ریزولیوشن کی ابھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ دوسری سمیع اللہ خان اور مرید کاظم صاحب نے جو بات کی، یقین جانیئے جی، ڈی آئی خان میں پانچ شوگر ملز ہیں لیکن اتنا گنا ہے کہ وہاں پر ٹریفک رک جاتی ہے اور یہ قصداً مل والے اس کو لیٹ کرتے ہیں اور پھر گرمی کے سیزن تک وہ پہنچ جاتا ہے۔ وہاں پر اتنی رش ہوتی ہے کہ کسی روڈ پر بھی گنے کے ٹریکٹروں اور ٹرکوں سے وہاں پر ٹریفک جام ہو جاتی ہے تو ابھی ارباب صاحب نے کہا کہ ہمارے یہاں پر احکامات یہ ہیں کہ دوسرے ہفتے میں ملز چالو ہوں، ابھی نومبر کا تیسرا ہفتہ ہے تو اس پر میرے خیال میں اسی انداز میں ابھی عمل، جس طرح میاں صاحب نے بات کی تو میں مشکور ہوں کہ یہ ٹرائبل ایریا کو گڑ پر جو پابندی تھی، گورنمنٹ نے آج اچھا اقدام کیا، ہم اسکو سراہتے بھی ہیں اور ساتھ یہ بھی گزارش کروں گا کہ ابھی مزید اس پر قرارداد لانا صوبائی گورنمنٹ کی پھر کمزوری ہے کیونکہ ہم نے بات کی کہ ہم نہیں مانتے تو درخواست پھر کیوں کریں گے ؟

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ ارباب ایوب جان صاحب! میں بھول گیا جی، ان کا بھی سارے زمینداروں اور ہاؤس کی طرف سے شکریہ ادا کرتے ہیں لیکن ارباب صاحب، میاں صاحب، اس ٹیکنیکل ایشو پر جو ریٹ والا ہے، یہ عبدالاکبر خان کدھر گئے ؟ اگر آپ ان کے ساتھ تھوڑا سا بیٹھ جائیں، سیشن کے بعد، جو آپ کل بتا رہے تھے ادھر کہ ملز او نرز فی الحال اگر ریٹ نہ لکھا کریں لیکن مل جلدی چالو کریں، حکومت کی طرف سے بھی یہی ڈائریکشن آ گئی کہ ملز چالو ہو جائیں، نرخ اگر Disputed ہے تو خیر ہے، خالی پرچہ وہ دیا کریں، گورنمنٹ اور ان کا آپس میں جو بھی Settlement ہوتا ہے، اس پر پھر وہی ریٹ سب پر لاگو ہو گا۔ تھینک یو جی۔ اگر آپ زور نہیں دیتے تو پھر ریزولیوشن کو چھوڑ دیتے ہیں جس طرح اکرم خان درانی صاحب نے بھی کہہ دیا۔۔۔۔

سید محمد علی شاہ باچا: ٹھیک شوه جی چه ښنګه میاں صاحب-----۔

جناب سپیکر: میاں صاحب نے تو کھلی-----۔

سید محمد علی شاہ باچا: میاں صاحب چه-----۔

جناب سپیکر: یو منټ کنه جی، یو منټ-----۔

سید محمد علی شاہ باچا: میاں صاحب چه کوم Commitment اوکړو جی، مونږ هم دغه

جناب سپیکر: جی؟

سید محمد علی شاہ باچا: میاں صاحب چه کوم Commitment اوکړو، زمونږ هم دغه مسئله وه او زه دا قرارداد واپس اخلمه۔

Mr. Speaker: Thank you ji, thank you very much.

جناب غلام قادر خان بیٹنی: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: اودریږه جی۔(دا هم د ډی آئی خان دے، ټانک دے، جی نوم ئے رانه هیر شو جی) آپ کو دیتا ہوں، آپ کس پر؟ په څه باندے جی۔ آپ بیٹنی صاحب، غلام قادر خان بیٹنی صاحب۔

جناب غلام قادر خان بیٹنی: سپیکر صاحب! ستا ډیره مهربانی، ستا ډیره مننه۔ سپیکر صاحب، د وزیر اعلیٰ صاحب د ټانک دوره ده، زمونږ مشر دے، زه د هغه شکریه ادا کوم چه هغه ټانک ته راروان دے او راروان داسے دے چه مونږ ئے اوسه پورے خبر کړی نه یو۔ زه د ټانک نمائنده یم، 26تاریخ دے راروان دے، مونږ نه یو خبر، نو دے چه چاته راروان دے هغه سړے نن نه واخله لس کاله دولس کاله وروسته-----۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! منور خان! میرے معزز رکن بول رہے ہیں، Kindly اس طرف توجہ دیدیں، گورنمنٹ کی طرف سے آپ نے جواب دینا ہے جی۔

جناب غلام قادر خان بیٹنی: چه کوم سړی ته دے راروان دے، هغه سړے عوامو لسو دولسو کالو نه اول Reject کړے دے نو دے هغه سړی ته راروان دے وزیراعلیٰ صاحب او هغه ته د بیس کروړ روپو اعلانات کوی، لهذا زه د ټانک نمائنده یم، پکار داده چه زه ئے غوښتے وے او ما ته ئے اعلانات کړی وے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

جناب غلام قادر خان بیٹنی: لیکن دا خو گوره ټانک یو داسے ضلع ده چه په هغے باندے هر څه تیر شوی دی۔

جناب سپیکر: جی میاں افتخار صاحب۔

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): دا ډیر قابل احترام ز مونږ ورور دے او چونکه د گوړے او د چینو خبره روانه وه، ده پکښے خامخا ترخه خبره اوکړه، دومره خوږه خبره شوے وه۔ سپیکر صاحب، په حقیقت کښے داسے ده چه که فرض کړه داسے سکیمونه چه هغه د ده د اے ډی پی خپله حصه ده او د هغے اعلان هغه کړے وے نو دابیا مطلب دا دے چه جائز خبره نه وه، وزیراعلیٰ چیف ایگزیکټیو هم دے خو ورسره د یو پارټئ ممبر هم دے او دا مطلب دا دے څلور کاله هغه هم په دغه حیثیت گرځیدلے دے، د پارټئ هدایات به هم هغه منی، څنگه چه د حکومت کار کوی داسے به د پارټئی کار هم کوی او دغلته چه دے ځی او د وزیراعلیٰ په حثیت چه اعلان کوی، دا داسے نه ده چه د ده Against اعلان کوی، دغلته مونږ ترقیاتی پیکج چه په کومه طریقه تیار کړے دے، هغه په دے بنیاد نه دے چه دا د چا په نوم دے او د چا په نوم نه دے، هغه د ټانک په نوم دے او دغه رنگ که مونږ تلے وے دغه لکی ته، دادے منور ورور زمونږ ناست دے، هغه مونږ د وزیراعلیٰ په خپل حثیت چه د حکومت هم دے خو ورسره د پارټئ د ممبر په حثیت، مونږ د پارټئ پروگرام کړے دے او د پارټئ په پروگرام کښے هغه اناؤنسمنټ کړے دے، دوئ ته دعوت هم مونږ نه دے ورکړے۔ داسے مونږ په بونیر کښے کړے دے۔ دغلته چه دوئ کوم یادوی، که د ده خپل سکیم وی او هغه مونږ Affect کوؤ بیا ټهیک خبره ده۔ یا که مثلاً ده ته وزیراعلیٰ یو شے ورکړے وی، هغه ترے اخلی نو دا ناجائزه ده خو د دے نه علاوه چه هغه یو اضافی پیکج ورکوی، دا د هغه په اختیار کښے شته دے او د هغه دا ذمه واری جوړیږی چه د پبلک په انټرسټ کښے هغه یو ضلعے ته اهمیت ورکړی او هغے کښے چه کوم دے نو پیکج ورکړی عوامو ته۔۔۔۔

جناب سپیکر: حاجی قلندر خان لودھی صاحب۔

وزیر اطلاعات: که دوئ وائی چه صرف زما په وجه د نیغ په نیغه دے خلقو ته اورسی، ټهیک ده دے د خلقو نمائنده ضرور دے، نمائندگی مونږ نه چیلنج کوؤ

خو دا حکومت چه کوم دے ، دا د اے این پی هم دے او د اے این پی په حیثیت باندے که فرض کړه هغه څلور کاله پس ځی نو په دے یو ځل اعتراض نه دے پکار، دا د پارټئ د هدایاتو هم هغه پابند دے ، لهذا په دے باندے نور ډسکشن مناسب به نه وی او زه یو ځل بیا ستاسو ډیر مشکور یم چه د دے ګوړو په حواله باندے کومه خبره اوشوه نو چه کله ټرائبل بیلټ ته ګوړه شروع شی نو خود بخود به د هغے قیمتونه دلته ښه شی او د ملونو هغه چه کوم ګنے اخلی، د هغے ریټونه به هم ښه شی، لهذا فوری طور د دے اثر به شروع شی، نو دے طرف ته توجه پکار ده او زه هدایت یو ځل بیا هم هغوی ته دا ورکوم چه دا ګوړه چه کومه تاسو د ځناورو سره پرے بنده کړے ده، دا د هغے آئټم نه جدا کړی او نیغ په نیغه د ګوړے اجازت د ورله ورکړی چه دے سره دلته ریټونه اوچت شی او ګنے به هم مارکیټ کښے چه کوم دے نو-----

جناب سپیکر: انشاءاللہ۔

وزیراطلاعات: زر تر زره راشی او ملونه به هم په دغه ځائے سټارټ شی۔ که نور په دے تاسو څه اجازت ورنه کړو نو دا ډسکشن هم په دے ځائے بند ښه دے۔

جناب سپیکر: نه هغه خو بس ختم شو خو دا ګوړے والا شے به تاسو لږ Follow up کوئ۔

وزیراطلاعات: بالکل جی۔

جناب غلام قادر خان بیټنی: جناب سپیکر صاحب! زه لږ-----

جناب سپیکر: Follow up به کوئ، بس دے جی، ډیبیټ نشته پرے۔ حاجی قلندر خان لودهی صاحب، حاجی قلندر خان لودهی۔

حاجی قلندر خان لودھی: شکریہ جناب سپیکر۔ میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف، مجھے اگر فلور---

جناب غلام قادر خان بیټنی: چه دغه منصوبے ئے یو داسے کس ته ورکړے دی چه-----

جناب سپیکر: جی قلندر لودھی صاحب۔

حاجی قلندر خان لودھی: میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں-----

جناب سپیکر: دا بل ممبر ته هم حق ورکړئ کنه۔

جناب غلام قادر خان بیټنی: ورکوؤ کنه خو داسے ده چه-----

جناب سپیکر: دا گوره د بل ممبر هم حق دے کنه، لږ په رولز به چلیږئ جي۔

حاجی قلندر خان لودھی: وہ یہ ہے کہ ہزارہ ایکسپریس ہائی وے، میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف، جناب سپیکر، میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ ہزارہ ایکسپریس ہائی وے کی تعمیر کے ضمن میں آپ کی سربراہی میں ایک اجلاس منعقد ہوا تھا، جس میں وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے اعلیٰ عہدہ داران نے۔۔۔۔

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان! ذرا سیریس ہو جائیں، بہت سیریس مسئلہ ہے۔ یہ وزراء صاحبان۔۔۔۔

حاجی قلندر خان لودھی: بھی شرکت کی تھی لیکن تاحال اس منصوبے کیلئے فنڈ جاری نہیں کیا گیا، جس کی وجہ سے عوام میں تشویش پائی جارہی ہے، لہذا حکومت سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ فوری طور پر مذکورہ منصوبے کیلئے فنڈ جاری کرے تاکہ بلاتاخیر کام شروع کیا جائے۔ جناب سپیکر، یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ جیسے سپیکر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں جو کہ صوبائی گورنمنٹ میں بھی اور مرکزی حکومت میں بھی ہمارے لئے Bridge کا کام کرتے ہیں، تو میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے ہزارہ ایکسپریس وے کا ایک تو نام بھی ہزارہ موٹروے رکھا اور اس کے ساتھ آپ نے ایک میٹنگ Arrange کی جس میں وفاقی وزیر بھی آئے، مواصلات کا وفاقی وزیر بھی تھا اور وفاقی سیکرٹری بھی تھے۔۔۔۔

جناب سپیکر: منور خان! یہ جواب دے گا، آپ اس کو سننے ہی نہیں دے رہے ہیں، یہ حجرے بند کریں، یہ منی اسمبلی بند کریں۔

حاجی قلندر خان لودھی: تو آپ کی سربراہی میں جی وفاقی وزیر بھی تشریف لائے اور وفاقی سیکرٹری بھی آیا اور اس کے بعد صوبائی وزیر بھی تھے اور اس میں ہزارہ ڈویژن کے سارے نمائندے بھی تھے، اس میں کمشنر بھی تھا، اس میں ایڈمنسٹریشن بھی تھی اور آپ نے وہاں بڑے اچھے فیصلے کئے اور آپ نے وہاں ان سے Undertaking لی تھی کہ ہم تین اور چھ مہینے کے درمیان اس کام کو شروع کریں گے لیکن ابھی تک جناب سپیکر، بڑی حیرانگی کی بات ہے، اس میٹنگ کو ڈیڑھ سال ہو چکا ہے جو آپ نے ایبٹ آباد میں کی تھی، ہم آپ کے انتہائی مشکور ہیں لیکن ابھی تک انہوں نے، اس دن میرے وزیر اعلیٰ صاحب گئے ہیں تو انہوں نے ہری پور میں، ہمیں تو اطلاع نہیں تھی لیکن یہ ہری پور میں گئے ہیں، انہوں نے زمینداروں کو کوئی چیک دیئے ہیں، زمین انہوں نے Acquire کی ہے لیکن وہ بھی برہان سے حویلیاں تک، ابھی تک تو زمین کا بھی مسئلہ حل نہیں ہوا حالانکہ یہ روڈ ابھی تک فرسٹ فیز میں جاتی ہے مانسہرہ تک تو اس کے بعد، ہم یہ چاہ رہے تھے کہ پہلے جو آپ نے وہاں میٹنگ کی تھی تو اس میں برہان سے حویلیاں تک ستر کروڑ روپے درکار تھے اور آگے پینتالیس کروڑ کا ڈیمانڈ تھا جبکہ اب این ایچ اے نے دو ارب روپے مانگے ہوئے

ہیں اور اس وقت تک این ایچ اے کو وفاقی گورنمنٹ ایک ارب 22 کروڑ 50 لاکھ روپے دے چکی ہے اور ابھی تک یہ مسئلہ جو ہے، ابھی تک زمین Acquire نہیں ہوئی اور اس کے بعد کسی قسم کا اس کا کوئی سروے نہیں ہوا، فائنل نہیں ہوا۔ اس میں کوئی پی سی ون نہیں بنا، اس میں کسی قسم کا کوئی کنٹریکٹر نہیں آیا، کوئی فرم Agree، کوالیفائی نہیں ہوئی جبکہ یہ سارے پیسے جو ہیں، ایشین ڈیویلپمنٹ بینک دے رہا ہے۔ ہم نے گورنمنٹ نے تو صرف زمین کے پیسے دینے تھے، اس سے پہلے بھی گورنمنٹ آئی اور اس نے جب پشاور موٹروے کا افتتاح کیا تو اس وقت کے صدر صاحب، جنرل مشرف صاحب نے یہ اعلان کیا تھا کہ یہ میں ایکسپریس وے بنا رہا ہوں، ہزارہ ایکسپریس وے بنا رہا ہوں، وہ بھی اپنا کریڈٹ لے رہے تھے، اب لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ گورنمنٹ بھی صرف کریڈٹ تک ہی جائے گی اور یہ جو پیسے آئے ہیں، یہ بھی ضائع ہو جائیں گے، پہلے وہ ستر کروڑ، پچاس کروڑ مانگ رہے تھے، ابھی دو ارب روپے مانگے ہیں، ابھی اور Delay ہو گا تو اور کتنے وہ مانگیں گے؟ تو یہ کب کام شروع ہو گا؟ کیونکہ ہزارہ کے ساتھ پہلے جو زیادتیاں ہیں جناب سپیکر، وہ بھی آپ کے علم میں ہیں تو وہ لوگ بڑے بے چین ہیں تو آپ کی طرح اگر ہمیں ایک شخصیت ملی جس نے ہماری کچھ مرہم پٹی کی لیکن وہ تو ہمارے زخم پھر ابھر آئے ہیں کہ ابھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ کب یہ ہمارا کام شروع ہو گا؟ ایک سال گورنمنٹ کو ہے، اگر یہ کام شروع نہ ہوا تو یہ التواء میں چلا جائے گا اور جو ایشین ڈیویلپمنٹ کے پیسے ہیں، وہ بھی ہمیں نہیں ملیں گے تو میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں، میں اس پر زیادہ بحث میں نہیں جانا چاہتا، شاید میاں صاحب کا یہ خیال ہو کہ ہم کچھ ایسے کسی خطے کی بات کر رہے ہیں، یہ میں صوبے کی بات کر رہا ہوں، یہ ہزارہ اس وقت صوبے کا حصہ ہے تو یہ ایکسپریس وے جو ہے جس کا نام آپ نے ہزارہ موٹروے رکھا تھا، تو یہ اس کے کام کا نہ ہونا ڈیڑھ سال تک بڑا تشویش ناک ہے اور اس میں سارے عوام بڑے بے چین ہیں، تو میں یہ چاہوں گا کہ ٹھیک ہے انہوں نے چیک دیئے ہیں تو یہ ہمیں کہدو کہ ایک دفعہ اس کو Acquire کیا جائے مانسہرہ تک تاکہ اس کے پیسے جو ہیں، لوگوں کو اب کم ریٹ پر ملیں گے، جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا، اس کے پیسے بڑھ جائیں گے۔ پہلے پٹواریوں نے، گرداوروں نے اور تحصیلداروں نے مل کر اس کی قیمت کو بڑا بڑھ چڑھ کر بتایا، جس پر آپ نے پھر ایک کمیٹی بنائی، کمیشن اس میں بیٹھا، لوگوں کو سسپنڈ کیا گیا تو میں کہتا ہوں کہ اس مسئلے کا کچھ آپ حل ہمارے لئے نکالیں۔ فیڈرل کو بھی آپ کہتے ہیں، ادھر بھی آپ کی گورنمنٹ ہے اور آپ ان سب لوگوں سے بات کر سکتے ہیں اور صوبے سے بھی جی، تو یہ ہمارے ہزارہ ایکسپریس موٹروے کا کوئی مسئلہ حل کیا جائے جی۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔

جناب غلام قادر خان بیٹنی: جناب سپیکر صاحب!

جناب منور خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر-----

وزیر اطلاعات: جناب سپیکر-----

جناب سپیکر: چا له؟ نه دا اودریږه دا هزاره، دا ایکسپریس وے-----

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): دوئ ته لږ ټائم ورکړئ چه دوئ خپله خبره اوکړی۔

جناب سپیکر: نه هغے نه پس به ورکړو کنه، د دے نه پس به ورکړو، اودریږه جواب به ورکړو۔

وزیر اطلاعات: نو یو خبره شوے ده نو مینځ کښے بیا بله څنګه راټومبے، د یو خو جواب ورکړو کنه نو۔

جناب سپیکر: نه جی دا یو ایشو لږه ختمه شی نو بیا به-----

جناب غلام قادر خان بیٹنی: نه جی دا سے نه، دا سے نه۔

وزیر اطلاعات: نه نو دا څنګه کیدے شی چه هغه څه خبره کړے ده، دومره اهمیت نه ورکوئ؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! ته اودریږه یو منټ۔ غلام قادر خانه!-----

وزیر اطلاعات: دا څنګه اپوزیشن دے؟

جناب سپیکر: ته د حجرے جمات، یعنی ته د حجرے جمات د ناستے سړے یے، ته-----

جناب غلام قادر خان بیٹنی: جناب سپیکر-----

جناب سپیکر: یره ته خبره واوره، اوس چه د چا خبره شروع ده د هغے نه پس بیا اوکړه کنه۔ جی میاں افتخار صاحب! د قلندر لودهی-----

جناب غلام قادر خان بیٹنی: جناب سپیکر-----

جناب سپیکر: نه جی، د هغے نه پس جی، د دے نه پس به ورکړو۔ جی قلندر خان لودھی صاحب کا جواب دے دیں، آپ۔

وزیر اطلاعات: زه جی-----

جناب سپیکر: د دے نه پس به جی، د دے نه پس به ورکړو ورله۔

جناب غلام قادر خان بیٹنی: دا ستا سو خوبنه نه ده ، تا سو هسے ګپ جوړ کړے دے۔

وزیر اطلاعات: ٹھیک شوه ، ٹھیک شوه جی۔ مهربانی ، خدائے مو خوشحاله کړه۔

جناب سپیکر: جی قلندر خان لودهی له جواب ورکړئ۔

وزیر اطلاعات: ایسا ہے۔۔۔۔۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: آپ کہتے ہیں کہ ہم بات نہیں کرتے اور جب کرتے ہیں تو آپ موقع نہیں دیتے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ جو ایشو ہے، بات سنیں، بات سنیں۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر۔۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: دیکھیں، دیکھیں آپ وکیل ہیں، آپ قانون کو سمجھتے ہیں منور خان۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: منور خان! میری طرف دیکھیں، آپ نے کافی بول لیا، آپ بیٹھ جائیں، یہ اسمبلی رولز پر چلتی ہے۔ انہوں نے دو مہینے پہلے یہ پوائنٹ آف آرڈرز، یہ جمع کروائے ہیں اور آپ مفت میں آکر کھڑے ہو جاتے ہیں کہ مجھے موقع دیدیں۔ تھوڑا سا، تھوڑا سا۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھ جائیں بی بی، یہ آپ کے لیڈر ہیں، پارلیمانی لیڈر ہیں، پارلیمانی لیڈر ایک اہم پوائنٹ کو اٹھا رہے ہیں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بات سنیں، بیٹھیں، آپ پہلے ایک گھنٹہ بولیں نا، آپ بیٹھیں۔ ابھی کتنی دیر سے آپ بول رہی ہیں؟ ظاہر ہے ٹائم ضائع کر رہی ہیں نا، دیکھیں آپ ٹائم ضائع کر رہی ہیں خوامخواہ، دیکھو آپ اپنے لیڈر کا، اپنے قائد کا تھوڑا احترام کریں، انہوں نے بہت اہم ایشو اٹھایا ہے اور ہزارہ کا اٹھایا ہے۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: آپ نے کبھی یہ غلطی کی ہے، آپ نے کبھی غلطی کی ہے کہ ایک دو لفظ لکھ کر بھیجیں، خالی ادھر آکر چڑ چڑ کرنا شروع کر دیتی ہیں۔۔۔۔۔

(تالیاں، شور)

جناب سپیکر: دیکھو اسمبلی کا کوئی قواعد، طریقہ ہے، آپ نے کبھی زحمت کی کہ دو لفظ لکھ کر بھیجیں؟ ابھی اس کا دو مہینے سے انتظار ہو رہا ہے۔۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: نہیں، جب تک میاں صاحب نے جواب دینا ہے، گورنمنٹ کی طرف سے۔

(شور)

Mr. Speaker: In exercise of the powers conferred by Clause (b) of Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Barrister Syed Masood Kausar, Governor of the Khyber Pukhtunkhwa, do hereby order that the Provincial Assembly shall, on completion of its business fixed for the day, stand prorogued on Thursday, the 24th November 2011, till such date as may hereafter be fixed.

(اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کیلئے ملتوی ہو گیا)